# جاء الحق پر ایک نظر

مصنف

مناظرِ اسلام حضرت مولانا ابو ایوب قادری صاحب دامت برکاتہم

[پیشکش: محمد عمر]

# جاءالحق پر ایک نظر

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد۔

برادران اہل سنت اہل بدعت جب منظّم ہوئے تو انہوں نے قوم و ملک میں شرارتیں شروع کر دیں اور مختلف طریقوں سے امت کو گمراہ کرنے لگے اور اہل حق کے خلاف یلغار کرنے کا پروگرام بنانے شروع کر دیئے۔ کسی نے کوئی طرز پکڑا کسی نے کوئی۔ کوئی پیروی مریدی کے نام سے امت کو خراب کرنے لگا تو کوئی تعویذات کے نام سے اور کوئی وعظ کے عنوان سے تو پھر درس قرآن کے عنوان سے تو کوئی کتابیں اور رسالے لکھ کر امت کے ایمانوں پر ڈاکہ مارنے لگا۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب بھی انہی لوگوں میں تھے جن کا علم یا تحقیق سے دور کا بھی رشتہ نہیں مگر اندھوں میں کانا راجا بن کر اپنے تئیں حکیم الامت اور مفتی اعظم بن کر لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی شروع فرما دی۔ اس حوالے سے انہوں نے ایک کتاب جاءالحق لکھی اور لکھ کر مختلف عنوانات سے اہل السنۃ دیوبند کو بدنام کرنے اور بزعم خویش ان کے عقائد ونظریات کو خراب اور برباد کرنے کی کوشش فرمانے لگے۔

دوسری طرف امام اہل السنۃ بطل حریت مفسر قرآن شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمتہ اللہ نے تقریبا ہر عنوان پر کتابیں لکھ کر اس کی تمام کتاب کا جواب مختلف کتابوں میں دے دیا اگر کوئی تفصیلی ردوتردید دیکھنا چاہتا ہے تو حضرت الشیخ امام اہلسنت رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ کریں اور دوسری طرف اگر کوئی آدمی اختصار کے درپے ہو تو اس کے لئے ہمارا یہ مضمون جاءالحق پر ایک نظر کافی وافی ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لئے ذریعہ نجات وفلاح فرمائے۔
اور خلقت کو اس کے ذریعے سے ہدایت نصیب فرمائے۔

# جہالتیں اور جاء الحق

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی نے جاء الحق لکھ کر بہت سی جہالتیں ظاہر کر دیں اور ان سے مفتی صاحب کے علم وتفقہ کا پتہ بھی چلتا ہے اور کتاب کی حیثیت بھی نکھر کر سامنے آ جاتی ہے کہ یہ جاء الحق ہے یا جہالتوں کی داستان!

۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب المعجزات میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نعی النبی علیہ السلام زیدا وجعفرا و ابن رواحۃ للناس قبل ان یاتیھم خبرھم فقال اخذ الرایۃ زید فاصیب (الیٰ) حتیٰ اخذ الرایۃ سیف من سیوف اللہ یعنی خالد ابن الولید حتیٰ فتح اللہ علیھم۔

حضور علیہ السلام نے زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی ان کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو خبر موت دے دی فرمایا کہ اب جھنڈا زید نے لے لیا اور وہ شہید ہو گئے یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلوار یعنی خالد ابن ولید نے لیا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دے دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیر معونہ جو مدینہ منورہ سے بہت ہی دور ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو حضور مدینہ سے دیکھ رہے ہیں۔

(جاء الحق بحث حاضر وناظر ص ۱۳۹ افرید بکڈ پو مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی)

یہ واقعہ غزوہ موتہ کا ہے مگر مفتی صاحب کی جہالت ملاحظہ فرمائیں کہ وہ لکھتے ہیں۔ حضور بیر معونہ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کو مدینہ سے دیکھ رہے تھے۔

جہالت نمبر ۲

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کی زوجہ اور قابل احترام بیوی ہیں ان کا یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آنا مسلم بخاری کی حدیث اور عام تفاسیر سے ثابت ہے۔(جاء الحق ص ۴۴۵) جبکہ مفتی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں حضرت یوسف کی اس کے ساتھ شادی کی جو خبر ہے وہ بھی محدثین کے نزدیک ثابت اور معتمد نہیں۔(تبیان القران ج ۵ ص ۸۰۳)

تو یہ کتنا بڑا جھوٹ ہوا جو بخاری مسلم پر باندھا ہے۔

جہالت نمبر ۳

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

شیخ ابن حجر مکی فتح الباری جلد دوم ص ۲۶۰ میں فرماتے ہیں۔ (جاء الحق ص ۲۸۰ عمارت قبور پر اعتراض۔فرید بک ڈپو لمیٹڈ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی)

حالانکہ یہ بات ہر عالم جانتا ہے کہ فتح الباری ابن حجر عسقلانی کی ہے ابن حجر مکی کی نہیں ہے وہ اور بزرگ ہیں اور یہ اور بزرگ ہیں جس آدمی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ابن حجر عسقلانی اور مکی میں کیا فرق ہے وہ کیا حکیم الامت، مفتی اعظم پاکستان ہوسکتا ہے؟

جہالت نمبر ۴

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کی حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔

(جاء الحق ص ۴۵ ج ۲ نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان)

(آگے حوالے اس طبع سے آئیں گے)

حالانکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت ابو وائلؒ نے روایت کی ہے نہ کہ حضرت

وائل بن حجرؓ نے یہ بھی مفتی صاحب کی غلط بیانی ہے۔

جہالت نمبر۵

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

**قال اجمع المسلمون علی الوتر ثلث لایسلم الافی آخرھن۔**

اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگران کے آخرمیں۔ (جاءالحق حصہ دوم ص ۷۸)

مفتی صاحب نے لکھا ہے

''امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اس سے معلوم یہی ہو رہا ہے کہ نواسہ رسول حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔حالانکہ یہ بات حضرت حسن بصری کی ہے۔

جہالت نمبر۶

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمٰی سے روایت کی

**ان علی بن ابی طالب دعاالقراء فی رمضان رجلا یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة وکان علی یوتر بھم۔**

کہ علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا پھرایک شخص کوحکم دیا کہ لوگوں کوبیس رکعت پڑھاؤ حضرت علی انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(جاءالحق حصہ دوم ص ۱۰۶)

حالانکہ اس حدیث میں خمس ترویحات کے لفظ نہیں ہیں یہ مفتی صاحب کے اپنے زور بیان کا نتیجہ ہے۔

جہالت نمبر ۷

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔

**وکثیر منھم علی الھدی وکثیر حق علیھم الضلالۃ۔**

ان میں سے بہت ہدایت پر ہیں اور بہت پر گمراہی ثابت ہوگئی۔(جاءالحق ص ۳۹ ج ۲)

بریلوی حضرات مہربانی فرما کر اس آیت کا نشان و پتہ بتا دیں کہ کہیں شعیوں کے قرآن میں تو نہیں ورنہ مفتی صاحب کی جہالت مان لیں۔

یہ چند ایک جہالتیں ہم نے عرض کر دی ہیں باقی کسی تفصیلی مضمون میں عرض کر دی جائیں گی۔تا کہ انسانیت کو پتہ چل جائے کہ جاءالحق یہ تو صرف نام نہاد ہے۔

اور آپ یہ سمجھیں کہ کلمۃ حق ارید بہاالباطل۔

کہ بات تو ٹھیک ہے مگر اس کا مطلب برا اور غلط لیا گیا ہے۔

یعنی نام تو جاءالحق مگر اباطیل واغلاط کا مجموعہ ہے جیسے ہماری پنجابی میں کہتے ہیں۔ ''انکھیوں انہی تے ناں نور بھری'' یعنی آنکھوں سے نابینا ہے اور نام نور بھری ہے۔

جہالت نمبر ۸

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب پر ویسے تو ہمیں یقین تھا کہ جاہل ہی ہوں گے مگر ان کی کتاب دیکھ کر یقین ہو گیا یعنی پہلے علم یقین تھا اب عین یقین ہو گیا اور مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی ہو گیا ہوگا کیونکہ اتنے دلائل تو آپ کے سامنے آ چکے مزید دیکھئے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ان (کفار) کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔

(جاء الحق ص ۲۹۴ عمارت قبور پر اعتراض)

ہم اس جہالت پر اتنا کہیں گے کہ دنیا کے کسی معتبر محقق نے یہ بات لکھی ہو تو پیش کرو کہ ان کفار کی عادت ہو کہ وہ قبور پر میت کا فوٹو بھی لگا رکھتے ہوں اور اگر دنیا کے کسی محقق نے یہ بات نہ لکھی ہو تو پھر تسلیم کر لیں کہ یہ مفتی صاحب ہی کی جہالت ہے۔

جہالت نمبر ۹

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

**ماالمسئول عنها باعلم من السائل** کی تشریح میں کہ اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اے جبرئیل اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی (قیامت کے وقت مقررہ کی) اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرنا مناسب نہیں۔ (جاء الحق ص ۱۳۳ دوسرا باب فصل نمبر ا اعتراض نمبر ۱۵ کا جواب) جبکہ ملا علی قادری رحمۃ اللہ نے یوں مفتی صاحب کی جہالت سے پردہ اٹھایا اور فرمایا **هذا من اعظم الجهل و اقبح التحريف** (موضوعات کبیر ص ۱۶۲ میر محمد کتب خانہ کراچی) یعنی یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل قیامت کے مقررہ وقت کو جانتے تھے یوں کہنا بہت بڑی جہالت اور حدیث شریف کے معنی میں بہت بڑی تحریف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے۔

جہالت نمبر ۱۰

مفتی احمد یار خان نعیمی نے ''واقعہ افک'' یعنی جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اس واقعہ کو مختصر نقل کر کے اس کا جواب یہ لکھتے ہیں اس میں بھی نہ بتانا ثابت ہے نہ کہ نہ جاننا نہ بتانے سے نہ جاننا لازم نہیں آتا۔ (جاء الحق ص ۱۲۷ باب دوم فصل ثانی اعتراض نمبر ۷ کا جواب)۔

مفتی صاحب کہنا چاہتے کہ اس واقعہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پتا تھا مگر آپ نے بتایا نہیں یعنی آپ کو حقیقت اس سارے معاملہ کی معلوم تھی اگر چہ آپ نے

بتایانہیں مگر ملا علی قادری لکھتے ہیں۔

**عند ہو لاء الغلاۃ انه علیه الصلاۃ والسلام کان یعلم حقیقة الامر۔**

(موضوعات کبیر ص ۱۶۳)

یعنی یہ غالی لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معاملے کی حقیقت کو جانتے تھے اور آگے لکھتے ہیں۔

**وھو لاء فیھم شبه ظاھر من النصاری غلوا علی المسیح اعظم الغلو وخالفوا شرعه و دینه اعظم المخالفة والمقصود ان ھولاء یصد قون بالا حادیث الکذوبة الصریح ویحرفون الاحادیث الصحیحه والله ولی دینه فیقیم من یقوم له بحق النصیحة۔** (موضوعات کبیر ص ۱۶۳)

ان غالیوں میں نصاری کے ساتھ مشابہت ظاہر ہے جنہوں نے مسیح علیہ السلام میں غلو کیا بہت زیادہ اوران کے دین وشریعت کی مخالفت کی اور مقصود ان غالیوں کا یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی حدیثوں کی تصدیق کرتے ہیں اور صحیح حدیثوں میں تحریف کرتے ہیں۔ اللہ ہی اپنے دین کا والی ہے اور وہی کسی کو کھڑا کرے گا جو دین کو قائم ودائم رکھے گا۔

یہ ملا قاری رحمتہ اللہ کے قول کا مفہوم ہے جو ہم نے عرض کر دیا انہوں نے بھی مفتی احمد یار نعیمی صاحب کو جاہل وغالی، محرف احادیث اور مصدق احادیث کاذبہ کہا ہے۔

جہالت نمبر ۱۱

مفتی صاحب درمختار اور شامی کے اقوال یا حاضر یا ناظر لیس بکفر اور فان الحضور بعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلاثۃ لا ہوا رابعھم والناظر بمعنی الرویۃ الم یعلم بان اللہ یریٰ فالمعنی یا عالم من رای وغیرھا نقل کے بعد لکھتے ہیں فقہا کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو حاضر وناظر کہنا کفر نہیں۔ (جاء الحق ص ۱۴۹ باب اول فصل سوم حاضر وناظر)

وجہ یہ ہے کہ شامی و درمختار میں یہ بات تو خدا کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق ہے مگر مفتی صاحب کی جہالت کہ حاضر و ناظر کا لفظ دیکھ کر سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی بحث ہے یہ ہے مفتی صاحب کی جہالت کی داستان۔

جہالت نمبر۱۲

حضور علیہ السلام نے فرمایا ما انا بقارءٍ میں نہیں پڑھنے والا میں تو پڑھانے والا ہوں پڑھ تو پہلے ہی لیا لوح محفوظ میں قرآن ہے اور حضور علیہ السلام کے علم میں پہلے ہی ہے۔

(جاء الحق ص ۱۳۷ مسئلہ علم غیب باب ۲ فصل ۴ اعتراض نمبر ۳ کا جواب)

جبکہ محدثین نے اس جملے کا معنی یہ نہیں کیا۔ وگرنہ اگر یہی بات ہوتی تو جبرئیل امین نے سینہ سے لگا کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا اور بار بار کہا تو پھر آپ پڑھنے لگے اگر مفتی صاحب کی بات سچی ہوتی اور جہالت نہ ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کی ضرورت کیا تھی یہ ہے مفتی صاحب کی جہالت۔

جہالت نمبر۱۳

مفتی صاحب لکھتے ہیں اب اگر کسی کے ذمہ دس بیس سال کی نمازیں ہیں تو صدہا من غلہ خیرات کرنا ہوگا شاید کوئی بڑا دیندار مالدار تو یہ کر سکے مگر غربا سے ناممکن۔ ان کے لئے طریقہ یہ ہے کہ ولی میت بقدر طاقت گندم یا اس کی قیمت لے مثلاً الخ۔ (آگے حیلہ اسقاط کا نقل کیا ہے۔) (جاء الحق ص ۳۸۳ اسقاط کا بیان باب اوّل)

یعنی یہ حیلہ اسقاط غریب و مفلس کے لئے ہے نہ کہ امیر و مالدار کے لئے مگر آگے جا کر اسی مضمون میں قطب الارشاد فقیہ النفس برکۃ العصر حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ مبارک نقل کیا۔ چونکہ فتویٰ میں قید مفلس کی تھی کہ مفلس آدمی کے واسطے صحیح نیت سے کرے تو کیا عجب ہے کہ فائدہ مند ہو۔ اس پر مفتی صاحب رد کر کے لکھتے

ہیں کہ مفلس کی قید مولوی رشید احمد نے اپنے گھر سے لگائی ہے۔

(جاء الحق ص ۳۸۹ باب اول، اسقاط کا بیان)

مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے خود تو لکھ آئے ہیں کہ یہ مفلس غریب کے لئے ہے مگر آگے جا کر قطب الارشاد رحمتہ اللہ علیہ پر اعتراض کہ مفلس کی قید کیوں لگائی ذریت مفتی صاحب ذرا اس بات کو بھی رکھے ذہن میں کہ اگر غریب کی قید تم لگاؤ تو ٹھیک اور اگر ہم لگائیں تو مجرم کیوں؟ کیا یہ مفتی صاحب کی جہالت نہیں؟

جہالت نمبر ۱۴

مفتی صاحب لکھتے ہیں بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو یہ نہ کہیں گے۔

(جاء الحق ص ۱۷۶ مسئلہ بشریت باب دوم)

یعنی خدا نے کہا کہ یہ تم کہو کہ میں بشر ہوں میں نہیں کہتا۔ مگر چند سطر کے بعد ہی مفتی صاحب لکھتے ہیں طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تا کہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیاء کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ (ایضاً)

اب آپ خود دیکھیں کہ اس مثال سے یہ سمجھا رہے ہیں بول تو رب رہا تھا انبیاء کرام نظر آ رہے ہیں تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے رب تو نہیں کہتا حضور نے ہی خود کو کہا۔ مفتی صاحب جہالت کی وجہ سے دو طرفہ چلتے ہیں کبھی کہتے ہیں یہ بات رب نے نہیں کہی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی اور کبھی کہتے ہیں رب خود ہو یہ بات کہہ رہا ہے مگر ان کی زبان سے سنائی دیتی ہے اب مفتی صاحب کی جہالت پر سر دھنیے بریلویو کہ تمہیں کس چکر میں مفتی صاحب نے ڈال دیا ہے۔

جہالت نمبر ۱۵

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

**انما ولیکم اللہ وسولہ والمومنون الذین یوتون الزکاۃ وھم راکعون۔**

یعنی اے مسلمانو تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ (جاءالحق ص ۱۹۴ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

ہم بریلویوں سے پوچھتے ہیں کہ ہمت کر کے یہ آیت تو کہیں ثابت کر دیں ورنہ جاہل مان لیں اگر کوئی کہے کہ کتابت کی غلطی ہے تو پھر کم از کم ترجمہ تو درست ہوتا حالانکہ ترجمہ بھی غلط آیت کی طرح غلط لکھا ہے۔

جہالت نمبر ۱۶

مفتی صاحب رجال غیب پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں **المراد بھم الملائکہ اوالمسلمون من الجن اور جال الغیب المسمون بابدال** ۔پھر اس کا ترجمہ کرتے ہیں یعنی بندوں سے یا فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں۔

(جاءالحق ص ۱۹۸ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

حالانکہ یہ ترجمہ دنیا کا کوئی بریلوی صحیح ثابت نہیں کرسکتا تو پھر مفتی صاحب کی جہالت آشکارا ہوگئی ترجمہ یہ ہے کہ عباداللہ سے مراد یا تو فرشتے یا مسلمان جن یا رجال غیب جن کو ابدال کہتے ہیں۔مفتی صاحب نے مسلمان اور جن کو یا کے ساتھ ذکر کیا ہے جو کہ خیانت ہے صرف اس لئے کہ بریلوی لوگ جنوں سے بھی مشکل کشائی وحاجت روائی کے لئے کہتے رہتے ہیں ان کو دلیل مل جائے۔(استغفراللہ)

## بریلویت جاءالحق کی زد میں

ویسے تو بریلوی حضرات بڑی شان سے کہتے ہیں کہ جاءالحق کتاب بہت بہترین ہے حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ تو بریلویت کی بنیاد کو اکھیڑنے والی ہے۔

اس پر ہم چند مثالیں عرض کر دیتے ہیں۔

۱۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

شیطان نے (حضرت آدم علیہ السلام سے) کہا آپ کو کھانے کی ممانعت نہیں وہاں جانے سے روکا گیا ہے آپ وہاں نہ جایئے میں لا دیتا ہوں آپ کھا لیجئے اور جھوٹی قسم کھا گیا کہ یہ پھل فائدہ مند ہے۔ (ضمیمہ جاء الحق بحث عصمت انبیاء ص ۴۳۴)

جبکہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

وہ (شیطان) کذب کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۳۵ مسئلہ نمبر ۳۹) اب فاضل بریلوی نے جو جھوٹ شیطان کی خیر خواہی میں بول دیا تو اس جھوٹ پر کتنی لعنت کا مستحق ہوگا یہ جاء الحق کے خیر خواہ ہی بتائیں گے؟

۲۔ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود چمار ہے ذلیل ہے۔ (جاء الحق ص ۴۲۰ بحث عقائد دیوبندی و اسلامی)

مگر اسے اپنے فاضل بریلوی پر یہ فتویٰ لگاتے ہوئے شرم نہ آئی جو کہ حدائق بخشش میں لکھتا ہے ص ۱۴۰ حصہ اول پر ''عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام'' یعنی وہ عزت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذلت کے بعد ملی ہے اس پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ہم اس پر تفصیلی کلام کر آئے ہیں۔

دوسری جگہ دیکھیں کہ فاضل بریلوی کا باپ لکھتا ہے۔

موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ جب تو مجھے یاد کرے اس حال میں یاد کر کہ تو اپنے اعضاء کو توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو۔ (جواہر البیان ص ۴۷)

اب بتائیں کیا جاء الحق کا فتویٰ مفتی احمد یار نعیمی نے جو لکھا ہے وہ فاضل بریلوی اور اس کے والد گرامی کے اوپر لگتا ہے یا نہیں تو اگر جاء الحق درست اور صحیح ہے تو فاضل بریلوی اور اس کے والد کو چمار اور ذلیل کہہ دیں پھر آگے چلتے ہیں ورنہ سرے سے ہی جاء الحق کو رد کر دیں۔

۳۔ مفتی صاحب جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

جو شخص کسی مخلوق کو حضور علیہ السلام سے زیادہ علم مانے وہ کافر ہے۔

(جاء الحق ص ۴۱۹ بحث عقائد دیوبندی و اسلامی)

دوسری طرف یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(خالص الاعتقاد ص ۶)

اور یہی بات الیاس قادری نے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب کے ص ۲۴۵۔ مولوی نعیم اللہ خان قادری نے شرک کی حقیقت میں اور مفتی فیض احمد اویسی نے رسائل اویسیہ میں لکھی ہے۔

تو سارے ابلیس کے علم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک سے وسیع مان رہے ہیں تو کیا بریلوی حضرات جاء الحق کے فتوے کے مطابق ان سب کو اور ان کے مریدین و متوسلین و محبین کو بھی کافر سمجھیں گے یا نہیں؟

۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ تو کیا اس خیال سے بھی محفوظ رہے جو کہے کہ انہوں نے اس کا ارادہ کر لیا تھا وہ کافر ہے۔ (جاء الحق ص ۴۳۸ بحث عصمت انبیاء)

جبکہ مفتی احمد یار نعیمی کے اس فتوے کی زد میں آنے والا فاضل بریلوی ہے وہ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ولقد همت به وهم بها لولا ان رای الایه کے بارے میں کئی فقہاء ومحدثین کا مذہب یہ ہے کہ ارادہ نفس پر مواخذہ نہیں اور نہ یہ گناہ ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے لہٰذا ارادہ کرنے میں گناہ نہیں۔ محققین فقہا اور متکلمین کے مسلک کے مطابق ارادہ کے ساتھ جب نفس کی آمادگی ہو تو گناہ ہے لیکن آمادگی اور تعلق خاطر کے بغیر معاف ہے یہی حق ہے اور یوسف علیہ السلام کا ارادہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ (یعنی ارادہ تھا مگر آمادگی اور تعلق خاطر نہ تھا)

(تعلیقات رضا ص ۲۹۸)

فاضل بریلوی تو مان رہے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے ارادہ کرلیا تھا اب جاء الحق کا فتویٰ فاضل بریلوی کے اوپر فٹ ہوگیا مگر بدقسمتی یہ ہے کہ فاضل بریلوی اکیلا کافر نہیں بنتا سب کو لے کر بنتا ہے جیسا کہ الصوارم الہندیہ، فتاویٰ صدرالا فاضل اور انوار شریعت کے حوالوں سے واضح ہے کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے الخ تو ساری بریلویت ہی جو ان دونوں بریلوی اکابر کو مانتے ہیں وہ گئے۔

۵۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

بہت سے الفاظ وہ ہیں جو پیغمبر اپنے لئے استعمال فرما سکتے ہیں مگر دوسرا کوئی ان کی شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے دیکھو آدم علیہ السلام نے عرض کیا ربنا ظلمنا انفسنا یونس علیہ السلام نے رب سے عرض کیا انی کنت من الظالمین موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا فعلتها اذا وانا من الضالین۔ لیکن کوئی دوسرا اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے تو ایمان سے خارج ہوگا اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔

(جاء الحق ۱۷۹ مسئلہ بشریت پر اعتراض)

اس بات کا مطلب صاف یہی ہے کہ جو نبی پاک علیہ السلام یا کسی نبی علیہ السلام کو بشر کہے گا وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا۔

اب ہم بریلوی حضرات کی لسٹ پیش کرتے ہیں جو بشر کہتے ہیں۔

پروفیسر مسعود صاحب نے کتاب فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر کے ص ۵۷ پر مولوی صدیق ہزاروی نے اپنی کتاب عقائد و عبادات کے ص ۱۲ پر مولوی ابو کلیم محمد صدیق فانی نے اپنی کتاب انوار احناف کے ص ۱۸۲ پر مولوی ظہر الدین قادری برکاتی نے اپنی کتاب تحفظ عقائد اہلسنت ص ۱۲۳ پر۔

دیگر ہم بہت سے بریلوی پیش کر سکتے ہیں اور پیچھے ہم فاضل بریلوی کے اقوال بھی پیش کر آئے ہیں تو یہ سب بریلوی جاء الحق کے فتویٰ سے ایمان سے خارج ہو گئے۔

ہم اس بحث کو یہیں چھوڑ کر آگے ایک نئے عنوان کو شروع کرتے ہیں۔

## مصنف جاء الحق اپنی زد میں

۱۔ جاء الحق میں ہے ''خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے''۔

(جاء الحق ص ۱۶۲ بحث حاضر و ناظر)

جبکہ یہی مفتی صاحب اپنی دوسری کتاب معلم تقریر میں لکھتے ہیں۔

وہ تو ہر جگہ ہمارے ساتھ حاضر ہے۔ (معلم تقریر ص ۱۲۰)

تو مفتی صاحب اپنے ہی قلم سے بے دین و بے ایمان ثابت ہو گئے یہ ہے جاء الحق کی مہربانی کہ خود مصنف صاحب بھی بے دین ہو گیا تو دوسرے اس کتاب سے کیسے ایمان والے رہیں گے۔ اللہ سمجھ عطا فرمائے ملت بریلویت کو۔

۲۔ جاء الحق میں لکھا ہے۔

حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت الہیہ کے وزیر اعظم بلکہ خلیفہ اعظم ہیں۔

(جاء الحق ص ۸۳ بحث علم غیب)

دوسری جگہ یہی مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

رب تعالیٰ کسی کو وزیر بنانے سے پاک ہے اس کا کوئی وزیر نہیں۔

(نورالعرفان ص ۷۷۹ پارہ نمبر ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ٦٦ حاشیہ نمبر ۱۸)

اب بتایئے خدا کو وزیر سے پاک بھی لکھ رہے ہیں اور وزیر مان بھی رہیں تو معلوم ہوا خود ہی پھنس گئے ہیں۔ اگر یہ گستاخی ہے تو گستاخ خود ہی ٹھہریں گے۔

۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے کسی وصف پاک کو ادنی چیزوں سے تشبیہ دینا یا ان کے برابر بتانا صریح توہین ہے اور یہ کفر ہے۔

(جاء الحق ص ۴۲۰ بحث عقائد دیو بندی و اسلامی)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وصف پاک کو ادنی چیزوں سے تشبیہ دنیا توہین و کفر ہے جب ہم نے دیگر کتب کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ مفتی صاحب نے خود ہی کئی جگہ ادنی چیزوں سے رحمت دو عالم صی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف عالیہ مبارکہ کو تشبیہ دی ہے۔

مثلاً لکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تلقف مایافکو ن (اعراف ۱۷۷) لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں اگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ (نورالعرفان ص ۱۹ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارکہ کو سانپ سے تشبیہ دی ہے لہٰذا اپنے ہی فتوے کی رو سے فارغ ہوئے۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے۔ (نورالعرفان ص ۸۰۹ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو رائفل سے تشبیہ دی ہے جو کہ یقیناً ادنی ہے تو پھر مفتی صاحب اور ان کی ذریت خیر منائے۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے خیال رہے عبد اور عبدہ میں بڑا فرق ہے عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہ جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبھم اصحاب کہف کا کتا عزت والا۔ (نور العرفان ص ۴۳۲ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت مبارک سمجھانے کے لئے مفتی صاحب نے کلبھم یعنی اصحاب کہف کے کتے کی مثال پیش کی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

تو کیا مفتی صاحب اپنے ہی فتوے سے مسلمان رہے؟ یا اسلام سے فارغ ہوئے یہ تو بھولی بھیڑیں بریلوی ہی جواب دیں گے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔

(نور العرفان ص ۹۳ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جد محترم حضرت آدم علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ حضرت حوا علیہا السلام کو کیڑوں سے تشبیہ دی ہے۔

تو کیا اماں جی کو گھٹیا شے سے تشبیہ دینے کی وجہ سے مفتی صاحب حکیم الامت رہیں گے یا مریض الامت بنیں گے؟

۴۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

قوالی جو آج کل مروج عام طور پر جس میں گندے مضامین کے اشعار گائے جاتے ہیں اور فاسق اورامردوں کا اجتماع ہوتا ہے اور محض آواز پر رقص ہوتا ہے یہ واقعی حرام ہے۔

(جاء الحق ص ۳۲۷)

آگے لکھتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا قوالی اہل کے لئے شرائط کے ساتھ جائز ہے اور بلا شرائط اور نااہل کے لئے حرام ہے۔قوالی کی شرائط علامہ شامی نے اسی کتاب الکراھیۃ میں چھ بیان فرمائے ہیں۔مجلس میں کوئی مرد بے داڑھی کا لڑکا نہ ہو اور ساری جماعت اہل کی ہو۔اس میں کوئی نااہل نہ ہو قوالی کی نیت خالص ہو۔اجرت لینے کی نہ ہو۔لوگ بھی کھانے اور لذت لینے کی نیت سے جمع نہ ہوں بغیر غلبہ کے وجد میں کھڑے نہ ہوں اشعار خلاف شرع نہ ہوں اور قوالی کا اہل وہ ہے کہ اس کو وجد کی حالت میں اگر کوئی تلوار مارے تو خبر نہ ہو۔

(جاء الحق ص ۳۲۸)

اب دوسری طرف جاء الحق کے مصنف کے بارے میں سنئے اور پڑھئے وہ کہتے ہیں۔

میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مدرس تھا اور مولانا مفتی امین الدین بدایونی رحمتہ اللہ بڑے شوق سے قوالی سنا کرتے تھے ایک دن قوال نے شعر پڑھا۔

؎ کچھ پاس نہیں ہے میرے کیا کروں میں تیرے
اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی

یہ شعر سننا تھا کہ مفتی امین الدین صاحب نے جو کچھ پاس تھا قوال کو پیش کر دیا۔ حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے بلا کر باز پرس کی اور

فرمایایا تدریس ہوگی یا قوالی۔حضرت کے اس ارشاد پر میں نے عرض کی میں تدریس چھوڑ سکتا ہوں قوالی نہیں چھوڑ سکتا۔الخ۔

(تاریخ ساز شخصیات ص۵۷از محمد صدیق ہزاروی)

قارئین گرامی قدر کیا مفتی صاحب اہل تھے؟ مفتی صاحب نے کیا قرآن وسنت کی تعلیم سے قوالی کو فوقیت نہیں دی؟ یہ سب حرام کام کرتے رہے اور پھر بھی حکیم الامت کا جبہ انہیں کے سر ہے؟

ایں خیال است ومحال

۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بزازیہ میں جس حاضر وناظر ماننے کو کفر قرار دیا جارہا ہے وہ حاضر وناظر ہونا ہے۔جو صفت الٰہیہ ہو۔(جاء الحق ص ۱۶۷) یعنی خدا کی طرح حاضر وناظر ماننا کفر ہے مگر خود ہی دوسری جگہ لکھتے ہیں نمازی جس طرح اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانے اسی طرح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو (تفسیر نعیمی ج۱ص ۵۸) تو خود ہی کفر کی زد میں آ گئے۔

# جاءالحق بریلویت کی زد میں

قارئین گرامی قدر ہم اس کو ذرا تفصیل سے بیان کریں گے کہ جاءالحق کے مشمولات سے بریلوی اکابر کو بھی اختلاف ہے صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ خود اس پر فتویٰ کفر بھی لگانے میں گریز نہیں کرتے۔

۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیانا خطاء صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے۔ (جاءالحق ص ۴۲۷ بحث عصمت انبیاء)

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ انبیاء کرام سے بھول کر اور خطاء سے کبیرہ گناہ بھی صادر ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے گھر کے بہت بڑے آدمی ابوالبرکات سید احمد قادری صاحب لکھتے ہیں۔

جب ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے حق میں عصمت واجب ہے تو ضروری ہوا کہ معصوم ہوں صغائر و کبائر سے اس لئے کہ اگر ہم کبیرہ کو جائز قرار دیں تو ان سے کفر بھی جائز ہوگا۔ (تمہید ابوشکور سالمی ص ۱۶۷)

اب آپ دیکھیں کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی تو انبیاء سے کفر کا صدور بھی جائز کہتے ہیں تو (العیاذ باللہ) کیا یہ درست ہو سکتا ہے؟ جب یہ درست و جائز نہیں تو مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کا کیا بنا؟ یہ بریلوی ہی بتائیں گے کہ ان پر فتوی کون سا قبول فرماتے ہیں معاملہ عظمت انبیاء علیہم السلام کا ہے اس لئے ذرا سنجیدہ رہ کر غور و فکر کریں۔

۲۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو دیکھ کر فرمایا تھا۔

هٰذا ربی۔ یہ میرا رب ہے۔ (جاء الحق ص ۱۲۶)

دوسری طرف انہی کے گھر کے افراد کہتے ہیں اس جگہ بھی مترجمین نے جملہ خبریہ کے انداز میں ترجمہ کیا جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتدا میں تارے چانداور سورج کو رب مان لیا تھا اور بعد میں آپ نے اسی کی تردید کی تھی ان غلط تراجم سے دورات ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشرک ہونا لازم آتا ہے۔

(آواز اہلسنت جنوری ۲۰۱۰ء ص ۳۱، ۳۲)

واضح رہے کہ پیر محمد افضل قادری نے ایسا ترجمہ کرنے پر یہ فتویٰ لگایا ہے اور ترجمہ تو پھر مفتی صاحب نے بھی ویسا کر دیا تو خود بخود پیر محمد افضل قادری کے شکنجے میں آ گئے اور ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت اور اولوالعزم نبی کے بارے میں بقول افضل قادری صاحب کس طرح کا غلط پروپیگنڈا کر گئے۔ (الامان والحفیظ)

۳۔ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں۔

حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو اور یہ غیر خدا سے مانگنا ہے۔

(جاء الحق ص ۱۹۵ غیر اللہ سے مدد مانگنا)

جبکہ بریلویوں کا جنید زبان مولوی محمد عمر اچھروی لکھتا ہے۔

رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی۔ (مقیاس حنفیت ص ۴۳)

اب دیکھئے مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر خدا قرار دیا ہے اور مفتی

احمد یار نعیمی کے دوست جنید بریلویت مولوی محمد عمر اچھروی نے اس پر مفتی احمد یار نعیمی گجراتی کو کافر قرار دیا ہے اور یہ انعام صرف جاء الحق لکھنے کے عوض میں عطا فرمایا ہے۔

۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

مجھ کو علم ہے کہ بڑھاپا آوے گا اور اس وقت مجھ کو یہ تکالیف پہنچیں گی مگر مجھے بڑھاپے کے رفع کرنے پر قدرت نہیں مجھے آج خبر ہے کہ غلہ چند روز کے بعد گراں ہو جاوے گا کہ میرے پاس آج روپیہ نہیں کہ بہت سا غلہ خرید نہیں سکتا۔ (جاء الحق ص ۹۴)

آگے لکھتے ہیں۔

اسی طرح حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کرنا یعنی پیدا کرنے اور موت دینے کی قدرت پروردگار ہی کو ہے۔ (جاء الحق ص ۹۵)

مفتی صاحب کی تحریر سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ ان باتوں پر مجھے قدرت و اختیار نہیں ہے جبکہ مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل وقول اور عمل مبنی بر حکمت ہوتا ہے اس سے آپ کی لاعلمی یا عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔

(لاعلمی میں علم ص ۱۵ رسائل اویسیہ ج ۴)

اب جاء الحق کی وجہ سے مفتی احمد یار نعیمی یا جاہل ہوئے یا گستاخ رسول۔ بریلوی علماء کو جو قبول ہو اس کے متعلق واضح فرمادیں کہ جاہل بنائیں گے اپنی ملت کے حکیم کو یا گستاخ رسول؟

۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں ان کو اچھا برا صحیح غلط شعر پہچاننے کا شعور نہ دیا۔

(جاء الحق ص ۹۸)

آگے لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کو شعر پڑھنے کا ملکہ اور مشق نہ تھی۔ (جاء الحق ص ۱۰۰)

معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکہ شعر گوئی نہ تھا جبکہ ان کے گھر کے افراد کہتے ہیں اگر کسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حالانکہ ہونا علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہئے) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم نہیں۔ (ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء ص ۹۱)

اب معلوم ہو گیا کہ بریلویوں کا حکیم الامت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ توحید ناقص سمجھتا ہے کیونکہ وہ لکھ رہا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں شے کا علم نہیں تو اب بریلوی حضرات کفر یا ارتداد یا ضلالت وغیرہا کوئی بھی فتوی لگائیں تو جاء الحق کتاب کفریات وضلالات کا مجموعہ ٹھہرے گی اور ہم بریلوی حضرات کو یہی بتانا چاہتے کہ ان کی محبوب کتاب نام نہاد جاء الحق بہت سارے کفریات اور گمراہ کن افکار کو سمیٹے ہوئے ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کر دیں۔

۶۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیائے کرام کو بعض وقت کسی خاص چیز کا نسیان ہوسکتا ہے۔

(جاء الحق ص ۱۲۹)

جبکہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسم پر نسیان کا وہم وگمان کرنا پاگل پن ہے۔

(انسان اور بھول ص ۳۵۸ رسائل اویسیہ ج ۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر مورد نسیان کوئی سمجھتا ہے تو وہ اپنی عقل وفہم کا دشمن ہے۔ (صفحہ ۳۶۳)

تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب جاء الحق پاگل پنے کا نتیجہ ہے اور عقل وفہم کی دشمنی کا ثمرہ

ہے۔اس لئے تو اہل حق علماء دیو بند نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کرتے رہیں گے۔

لطیفہ: ویسے ہمیں اس گھرانہ پر حیرت ہے اویسی صاحب نے ابھی لکھا کہ آپ علیہ السلام کے لئے نسیان ماننا پاگل پن عقل وفہم کی دشمنی وغیرہ ہے مگر خود اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

ایک روز کفار نے متفق ہو کر خندق کی ہر جانب یکبارگی جنگ شروع کر دی اس دن رات تک جنگ جاری رہی چنانچہ ظہر عصر، اور مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ سے فوت ہو گئی اس کا وقوع صلوۃ خوف کی مشروعیت سے پہلے ہے یا یہ سبب نسیان سے ہوا۔

(تنہا داری ص ٦٦)

اب آپ دیکھیں مفتی احمد یار نعیمی کو پاگل اور بے وقوف کہنے کے بعد وہ خود بھی ان سنہرے الفاظ کو لکھ کر اپنے گلے میں بھی ڈالے رہے ہیں جیسے دعوت اسلامی کے عقلمندوں نے اپنے گلے میں لکھ کر ڈالا ہوتا ہے جیسے ان لوگوں کے گلوں میں لکھ کے ڈالا جاتا ہے کہ اگر یہ گم ہوں تو اس پتہ پر پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

۷۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

**واذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔**

اور جب قرآن شریف پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ رحم کئے جاؤ۔

(جاء الحق ج ۲ ص ۲٦)

جبکہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں۔

معتزلہ کے عقیدہ کی تائید میں دوسرے مترجمین نے **لعلّ** کے ترجمہ میں غلطی کی ہے چنانچہ چند تراجم ملاحظہ ہوں۔

آیت: **یایھا اناس اعبدو ربکم الذی خلقکم . الایہ**

ترجمہ: اے لوگوں بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے

تھے تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔ (ترجمہ شیخ دیوبندی محمود الحسن) اسی طرح دیگر مترجمین کا حال ہے حالانکہ اس ترجمہ کا قاضی بیضاوی مشہور درسی کتاب سے رد موجود ہے وہ لکھتے ہیں۔

لم یثبت فی اللغۃ مثلہ لغت میں اس کی مثال ثابت نہیں کہ اس میں لعلّ بمعنی (تاکہ) مستعمل ہوا ہے باوجود یہ کہ درسی کتاب میں اس کا رد موجود ہے لیکن ان یتامی سے غلطی سرزد ہوئی جس سے پڑھنے والا مترجم کی جہالت کے علاوہ یقین کرے گا کہ یہ ترجمہ کسی معتزلی کا ہے۔

(سیدنا اعلیٰ حضرت ص ۲۰)

بریلوی حضرات کو مبارک ہو ان کے جاء الحق کے مصنف کو اس کتاب کے لکھنے پر ان کو جاہل اور معتزلی ہونے کا اعزاز ملا یہ کتاب ساری کی ساری ہی ایسی ہے کہ مختلف باتوں پر ان کو اس قسم کے اعزازات سے نوازا گیا ہے۔

۸۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی فرماتے ہیں۔

جن لوگوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف کے دشمن نہ تھے بلکہ دین اسلام کے دشمن تھے۔

(جاء الحق ص ۸۸ ج ۲ بحث قنوت نازلہ)

جبکہ بریلوی کی مستند و معتمد کتاب میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعض مواقع پر کچھ مشرکوں کے لئے دعائے ضرر فرمائی ہے اس کو بددعا سے تعبیر کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بھی اعتبار سے لفظ بد کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص ۲۵۲، ج ۲)

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے جلد خامس میں لکھتے ہیں واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احزاب کی شکست اور ان کے قدم اکھڑنے کی دعا فرمائی ہے اس کو

بد دعا کہنا جائز نہیں اور ایسا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول یا فعل بد نہیں ہے قرآن کریم میں ہے۔

**لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة۔**

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے لئے حسین نمونہ (عمل) ہے۔

اللہ تعالیٰ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو حسین فرمائے اور کوئی شخص آپ کا امتی ہو کر آپ کے کسی فعل کو بد کہے یہ نہایت بے ادبی اور سخت توہین ہے جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دعا کو بد کہا اس کو توبہ کرنی چاہیئے۔

(حقائق شرح مسلم و دقائق تبیان القران ص ۲۲۵،۲۲۶)

اب تو دیکھئے کہ مفتی صاحب کتنے بڑے گستاخ رسول نکلے اور بغیر توبہ کئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اب یہ تو سعیدی صاحب ہی بتائیں گے کہ ان کے لئے کیا حکم ہے ایسے الفاظ پر مشتمل ان کی کتاب کے متعلق حکم شرعی بھی ارشاد فرمائیں۔ دنیا میں کون محبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا کہ جو عزت و حرمت رسالت پر جان نہ دے مگر جب اس کتاب کی بات آئے گی تو دعویٰ محبت کرنے والے سب کتاب کو دفن کرنے سے بھاگ جائیں گے کیونکہ ان نام نہاد محبین کے نزدیک توہین و گستاخی صرف دیوبندی حضرات کی کتابوں میں بتائی جاتی ہے اپنی کتابوں کو فاضل بریلوی کی طرح معصوم عن الخطاء مانتے ہیں اور مجال ہے کہ ان کے بارے میں کچھ سن سکیں ہم سلیم الطبعیت حضرات کو دعوت فکر دیں گے کہ جب جاء الحق گستاخیوں، کلمات کفریہ، توھین آمیز جملوں سے پُر ہے تو پھر اس کو بجائے پڑھنے کے پابندی کیوں نہ لگائی جائے مگر رضا خانی حضرات زہر کا پیالہ تو پی جائیں گے مگر یہ قدم نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے دعوے عشق و محبت کے محض کھوکھلے ہیں یہ فاضل بریلویت کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہیں چاہے ساری شریعت ہی کیوں نہ چھوڑنی پڑے جائے۔

۹۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کر کے اس میں سے ایک پارہ گوشت نکال دیا گیا اور کہا گیا یہ شیطانی حصہ ہے۔

(جاء الحق ص ۴۳۰ عصمت انبیاء)

اور دوسری طرف بریلویوں کے عاشق کرنل انور مدنی صاحب لکھتے ہیں۔

اگر رسولوں کے سردار کے دل میں (معاذ اللہ) سیاہ گوشت کا ٹکڑا تھا تو باقی تمام انبیاء کرام کے دلوں میں بھی ہوگا چہ جائیکہ عام مسلمان کی بات کریں کیا ایسا نہیں؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک (بقول ایک روایت) چاک کر کے وہ سیاہ ٹکرا نکال کر پھینک دیا اور کہا گیا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا تو کیا باقی انبیاء کرام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا؟

کیا مختلف روایات میں مشترک باتوں کے علاوہ کسی ایک روایت میں اس بات کا اضافہ تو راوی نے اپنی طرف سے نہیں کر دیا کیا ایسی بات ممکن نہیں؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے ناف بریدہ اور ختنہ شدہ (یعنی جسمانی آلائشوں سے پاک) پیدا کیا جو کہ شیطان کا حصہ نہیں تو کیا شیطان والا حصہ دل ہی میں رکھا (معاذ اللہ) کہ جبرئیل بعد میں جا کر قلب چاک کر کے نکال دے گا۔

کسی بھی نبی رسول کا ذکر ان کے قلوب کو بھی چاک کر کے شیطان والا حصہ نکالا گیا ہو تو کیا یہ حصہ ان کے قلوب میں موجود ہیں۔(استغفر اللہ)

(شہنشاہ کل ص ۳۲۷)

مفتی صاحب کے چاہنے اور ماننے والوں پر کرنل انور مدنی نے یہ جو سوالات کئے ہیں کیا ان سوالات کی رو سے آپ مفتی صاحب پر کیا فتوے لگائیں گے؟ اگر نہیں تو پھر کرنل

انور مدنی نے جو یہ لکھا ہے کہ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔مگر یہ بات یاد رکھیں کہ کئی بریلوی علماء نے کرنل کی تصدیق وتائید لکھی ہے۔

۱۰۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ہر نبی توحید لائے شرک کسی نے نہیں پھیلایا۔

(جاء الحق ص ۳۷۴ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا)

جبکہ ان کی نسبی فرزند مفتی اقتدار احمد خان نعیمی لکھتا ہے تقریباً آٹھ الفاظ خالصۃ وہابیوں کی ایجاد ہیں۔(۱) توحید کا لفظ

(شرعی استفتاء نصیر الدین نصیر وہابی ہے ص۱۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

لفظ توحید کی ایجاد ہی توہین نبوت کے لئے ہوئی ہے۔

(شرعی استفتاء نصیر الدین نصیر وہابی ہے ص۱۳)

جاء الحق کتاب میں لفظ توحید لانا بقول بیٹے کے یہ وہابیوں کا لفظ اور توہین نبوت کے لئے ایجاد کیا گیا لہٰذا یہ کتاب وہابیت پھیلانے والی ہوئی اور مفتی صاحب میں وہابیت کے جراثیم کافی حد تک موجود ٹھہرے اور توہین نبوت جن الفاظ سے ہوتی ہے انہی الفاظ کو استعمال کر کے مفتی صاحب گستاخ اور موہن نبوت ٹھہرے تو یہ سب کچھ اسی جاء الحق کی مہربانی ہے اور امید واثق ہے کہ قبر میں مفتی صاحب ان بریلوی فتوؤں کی بدولت کان پکڑے ہوں گے تو خدارا اب ان کی خلاصی کی کچھ کوشش فرمائیں کم از کم اس جاء الحق کو ہی مردود مطرود قرار دیں۔

۱۱۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

مغفرت ذنب والی آیت لکھنے کے بعد یعنی یعنی تا کہ رب تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کرے معلوم ہوا کہ آپ گناہ گار تھے حضور علیہ السلام بھی ہمیشہ اپنے لئے دعاء

مغفرت کرتے تھے اگر گناہ گار نہ تھے تو استغفار کیسی؟

اس اعتراض کونقل کرنے کے بعد جواب دیتے ہیں۔

جواب:

اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ مغفرت سے مراد عصمت اور حفاظت ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ آپ کو ہمیشہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔روح البیان **المراد بالمغفرة الحفظ والعصمة ازلاً ابداً فیکون المعنی یستحفظک ویعصمک من الذنب المتقدم والمتاخر** دوسرے یہ کہ ذنب سے نبوت سے پہلے کی خطائیں مراد ہیں۔

(جاء الحق بحث عصمت انبیاء ص ۴۴۱)

یہاں مفتی صاحب مان رہے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت سے پہلے کی خطائیں معاف ہوئیں جبکہ ان کے گھر کے ذمہ دار حضرات میں سے غلام مہر علی بھی ہے وہ لکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے وارد لفظ ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ یا خطا ترک اولیٰ یا ترک افضل یا خطاء یا کوتاہی کر کے پھر اس کی تاویلات وتوجیہات سب کی سب واہیات بدنتیجہ اور خسران دنیا وآخرت ہیں۔ (معرکۃ الذنب ص ۱۲۸)

ڈاکٹر محمود احمد ساقی اور کرنل انور مدنی لکھتے ہیں ذنب کا ترجمہ خطاء کرنا کتنا خطرناک ہے بعض جدید مفسرین نے آیات ذنب میں خطاؤں (اگلی پچھلی) کی معافی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے سنگین غلطی کی۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۱۵۶)

تو خلاصہ یہ نکلا مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خطائیں مراد لیں ہیں تو اس پر بریلوی مفتیان کرام نے مفتی صاحب کو یہ سنا دیں۔ بلکہ یہ دونوں کتابیں تو خلاف اولیٰ مراد لینے پر بھی توہین وگستاخی، کفر وانکار عصمت کا فتویٰ لگا رہے ہیں دیکھئے دونوں

کتابیں تو جو خطاء کھے گا وہ کیسے ان فتاویٰ جات سے بچے گا۔(الامان والحفیظ)

یہ ساری مصیبت اسی جاء الحق سے مفتی صاحب پر آپڑی اگر بریلوی مفتی صاحب پر اگلے جہان میں عذاب میں مزید زیادتی سے انہیں بچانا چاہتے ہیں تو اس جاء الحق کو دفن فرما دیں امید ہے کہ عذاب میں کچھ فرق پڑے۔کیونکہ جتنے زیادہ لوگ پڑھ کر گمراہ ہوتے رہیں گے عذاب بھی ان کی وجہ سے بڑھتا رہے گا،اگر نہ پڑھیں مزید لوگ تو پھر جو ہو چکے انہی کی بدولت عذاب رہے گا۔

۱۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں وہ قرانی آیات اور متواتر روایات جن سے ان حضرات کا جھوٹ یا کوئی اور گناہ ثابت ہوتا سب واجب القاویل ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہ ہوں گے یا کہا جائے گا کہ یہ واقعات عطاء نبوت سے پہلے کے ہیں۔

(جاء الحق ص۳۳۴عصمت انبیاء)

یہ خط کشیدہ الفاظ بغور پڑھیے مفتی صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے نبوت ملنے سے پہلے گناہ سرزد ہوئے۔

جبکہ ان کے گھر کے جید آدمی تو یوں کہتے ہیں۔

عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدور گناہ محال ہے۔انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب وخیانت اور جہل وغیرہ صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمد اُصغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج۱ص۱۲)

بلکہ مسلک بریلوی کے معتبر مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

غیر تلاوت قرآن واحادیث خوانی میں کسی بھی نبی ورسول علیہم السلام کی طرف ذنب و عصی ظلم وضل وغیرہ الفاظ ذم کی نسبت حرام وگناہ اور لائق تعزیر وسزا ہے بلکہ علماء رحمھم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے اسے کفر بتایا اور اختلاف علماء سے بچنے کے لئے اس کے قائل پر تجدید ایمان ونکاح (اگر بیوی رکھتا ہو) کا حکم لگایا جائے گا۔

(فتاویٰ یورپ از مفتی عبدالواحد قادری ص ۶۱،۶۲)

مفتی احمد یار صاحب نے بھی یہ بات نہ تلاوت قرآن میں کی ہے اور نہ ہی حدیث خوانی میں۔ لٰہذا وہ اس فتوے کے پوری طرح مستحق بنتے ہیں ہم مفتی احمد یار خان نعیمی کی مفصل عبارت بھی لکھ دیتے ہیں۔

انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیاناً خطاء صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے۔ (جاء الحق ص ۴۲۷)

یہ تو اور صاف اور واضح عبارت ہے نہ قرانی خانی ہے اور نہ حدیث خانی تو فتاویٰ یورپ کے فتوی کی زد میں مفتی صاحب کا ایمان ونکاح تو رہا نہ؟ اب ان کی اولاد کا کیا بنا اور اب خیر آگے آیئے۔

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

بعثت سے قبل اور بعد نبی سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا نہ کبیرہ نہ صغیرہ نہ سہواً نہ عمداً البتہ نسیان اور اجتہادی خطاء نبی کے حق میں جائز ہے۔ (مقالات سعیدی ص ۶۰)

مولوی غلام مہر علی چشتیاں لکھتے ہیں۔

امام زرقانی کہتے ہیں **فانه صلى الله عليه وسلم و سائر الانبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن الكبائر والصغائر البتة۔** (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء لازمی طور پر اظہار نبوت سے پہلے اور بعد تمام بڑے چھوٹے گناہوں سے معصوم ہیں۔ ملاعلی قاری مرقاہ میں تصریح کرتے ہیں۔

**فان الاصح المختار عند المحققین ان الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین معصومون قبل النبوة وبعدها من کبائر الذنوب و صغائر ها عمدها و سهوها** ۔یعنی محققین کے نزدیک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہمیشہ عمداً یا بھول کر ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک ہیں۔ (مرقاہ ج۵ ص۲۴۰ طبع ملتان) (معرکتہ الذنب ص۱۱)

آگے ص۱۰ پر بھی اس عقیدہ عصمت کے منکر کو کافر بھی قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں۔

عصمت انبیاء کا عقیدہ ماعلم بالفرورہ سے ہے اس کا منکر مومن نہیں۔

(معرکتہ الذنب ص۱۱)

اور یہ بھی لکھتے ہیں۔ عصمت انبیاء ہر مسلمان کا فطرتی ویقینی عقیدہ ہے لہٰذا یہ ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

(معرکتہ الذنب ص۱۰)

تو مفتی صاحب نے اپنا راستہ علیحدہ بنا کر باقی بریلویت سے جو جوتے کھائے ہیں وہ سب آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ذلت وخواہی سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

۱۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

مدینہ پاک کی زمین اسلام کی جائے پناہ اور کفار ومشرکین سے محفوظ رہنے والی ہے...... مدینہ پاک کی زمین پاک تمام شریر ومفسدین کو نکال دیتی ہے اور یہ خاصیت اس میں ہمیشہ باقی ہے۔

(جاءالحق ص۳۰۹ اولیاء کے نام کی نذر ماننا)

مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں۔

مسلم و بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

**قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الایمان لیأ رز الی المدینہ کماتا رزالحیۃ الیٰ جُحرھا۔(مشکوٰۃ باب الاعتصام)**

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان مدینہ منورہ کی طرف ایسا سمٹ آوے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف۔

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ ہمیشہ سے اسلام کا مرکز ہے اور رہے گا وہاں ان شاءاللہ کبھی شرک نہ ہوگا۔ (جاءالحق حصہ دوم ص ۲۵۶)

دوسر طرف آیئے

مفتی فیض احمد اویسی لکھتا ہے۔

حرمین شریفین پر نجدیوں وہابیوں کا قبضہ ہے۔ (امام حرم اور ہم ص ۸)

آگے لکھتا ہے۔

۱۹۱۸ء میں ترکوں کی شکست کے بعد دوبارہ برسراقتدار آ گئے۔(امام حرم اور ہم ص ۱۱،۱۲)

گویا ان اہل سعود کو ۱۰۰ سال ہونے لگے ہیں۔

اس اہل سعود کے خاندان کے خلاف بریلویوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں کئی فتاویٰ جات دیئے ہیں مگر جاءالحق کے مصنف نے تو کہہ دیا کہ یہ جگہ کفار سے محفوظ رہنے والی ہے اور یہ ہمیشہ اسلام کا مرکز رہے گا مگر موجودہ بریلوی اس کے برخلاف ہیں۔نمازیں بھی نہیں پڑھتے،ان کو بھی کافر و بے ایمان کہتے ہیں جبکہ مفتی صاحب تو ایک جگہ یوں لکھتے ہیں الحمدللہ کہ سارے حجاز خصوصاً مکہ معظّمہ و مدینہ میں سارے مسلمان مقلد تھے اور ہیں وہاں غیر مقلد ایک بھی نہیں۔(جاءالحق ص ۲۵۶،ج ۲)

یہ کتاب مکمل ۱۹۵۷ء میں ہوئی ہے اس وقت اہل سعود کو آئے ہوئے تقریباً ۳۹ سال

ہو چکے تھے تو مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ سب مقلد ہیں غیر مقلدان میں کوئی نہیں یہ جملہ بھی قابل غور ہے آج کل کے بریلویوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے جو کہ ان کو مرتد و وہابی و گستاخ رسول کیا کچھ کہتے ہیں سوچ لیں اگر یہ بریلوی رضا خانی سچے ہیں تو پھر مفتی احمد یار خان نعیمی کتنے فتوؤں کی زد میں آئے گا اور اگر کہیں تو ہم خاموش ہو جاتے ہیں کہ اب گھر کی بات ہے چاہے مفتی صاحب کو اس سے بھی زیادہ سنائیں ان کے اپنے بڑے ہیں اور سنانی بھی چاہیں کہ حق بنتا ہے ان چھوٹوں کا جو ساری عمر یہی کہتے آئے ہیں کہ وہ کافر مرتد و بے ایمان ہیں۔ وار اگر اب خاموشی ہوتی ہے تو پھر ان کو اپنی فکر دامن گیر ہے۔ بھائی اس دنیا میں اپنی فکر کرو مفتی صاحب جاتے ہیں تو ان کو جانے دو سیدھا وہیں جہاں پر آپ لوگوں کا پہنچانا محبوب مشغلہ ہے۔

۱۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں۔

ہم نے آپ کو عالم ارواح میں سفید اور سادہ پیدا فرمایا تھا پھر اس پر علوم کے نقش ونگار فرما کر نبوت کا تاج سر پر رکھ کر دنیا میں بھیجا آپ عالم ارواح میں بھی ہی نبی تھے۔

(جاء الحق ص ۳۴۴ عصمت انبیاء)

اس بات سے معلوم ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی بنائے گئے اور آپ کو عالم ارواح میں نبوت عطا فرما دی گئی باقی سب کو بعد میں نبوت ملی مگر مفتی احمد یار صاحب کے اس قول پر بریلوی حضرت سیخ پا ہو گئے اور یوں غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم الانبیاء کیونکر ہو سکتے ہیں۔

(تحقیقات ص ۳۹۳)

تو پھر بات معلوم ہو گئی کہ مفتی احمد یار نعیمی صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے۔ اور یہ بات گھر کے مفتی صاحب نے ہی ثابت کر دی ہے۔

# جاءالحق اور عظمت باری تعالیٰ جل مجدہ

قارئین گرامی قدر اب ہم چند جاءالحق کی خرافات بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں تا کہ جاء الحق کے قائلین کی آنکھیں کھلیں کہ یہ جاءالحق ہے یا جاءالباطل ہے؟ جہاں خدا تعالیٰ، اس کے پیارے رسول، نیک بندوں کی توہین ہو وہ خرافات کا مجموعہ ہی تو ہوتا ہے۔

۱۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے۔

(جاءالحق ص۱۶۲ حاضر و ناظر کی بحث باب دوم)

حالانکہ خدا تعالیٰ کے بارے میں ان کے گھر کے اور ایک حضرت صاحب لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہو یا نہیں؟ اگر نہیں مانتے تو یہ صریح کفر ہے۔

(تنویر الخواطر ص۷۰، ۷۱ از مولوی اللہ دتہ مناظر بریلویہ)

اب میں بریلوی سے پوچھتا ہوں کہ یہ خرافات ہیں یا نہیں؟

کیونکہ جو بات ایمان سے محروم کرے کیا اس کے خرافات میں سے ہونے پر کسی کو شک ہوسکتا ہے۔

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ے اللہ کو بھی پایا مولا تیری گلی میں

(جاءالحق ص ۱۹۶ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

اس کا مطلب جو بتائیں گے بریلویت وہ بعد کی بات ہے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ مفتی صاحب مان رہے ہیں کہ خدا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی میں موجود ہے۔اب سنئے

خود مفتی صاحب ہی لکھتے ہیں ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ (جاء الحق ص ۱۶۱ حاضر و ناظر باب دوم)

اور یہاں خود ہی کہہ رہے ہیں کہ خدا جگہ سے پاک ہے اور پہلے ہم نقل کر آئے ہیں خدا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی میں مانتے ہیں اور گلی یقیناً جگہ ہی ہے تو پھر خدا کو خود ہی جگہ سے پاک نہ مانا۔ اب میں بریلوی مسلک کے اکابر کے فتاویٰ جات نقل کروں کہ جو جگہ سے پاک نہ مانے وہ کون ہے تو کافر کا فتویٰ تو کم از کم اس گھر سے ملے گا کیونکہ اس سے کم درجے کا فتویٰ دنیا ان کی توہین ہے دیکھئے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ہزار مسائل وغیرہ من کتب اہل ابدعۃ۔

۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔

(جاء الحق ص ۱۵۷ حاضر و ناظر باب اول فصل چہارم)

ہم اس پر صرف انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے اور یہی کافی ہے۔

۴۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

رب تعالیٰ نور بھی ہے اور ہر ایک کے ساتھ بھی مگر رات کو اندھیرا ہوتا ہے۔

(جاء الحق ص ۱۶۷ حاضر و ناظر باب دوم)

حالانکہ خدا کی کنہہ اور حقیقت کوئی نہیں جانتا اور اس پر ہم نے حوالے بھی عرض کئے ہیں کہ خدا نور نہیں بلکہ منور ہے جہاں قرآن وسنت میں لفظ استعمال ہوا ہے مطلب و مقصد اس کا یہ ہے کہ خدا منور ہے روشن کرنے والا ہے مگر مفتی صاحب کی جہالت و حماقت دیکھئے کہ خدا کو نور مان کر خدا تعالیٰ کی ذات کے بارے میں عجیب نظریہ رکھے ہوئے ہیں جس کی بدولت کئی فتاویٰ کی زد میں آئے ہیں وہ ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں اعادے کی ضرورت نہیں۔

# جاء الحق اور عظمت انبیاء علیہم السلام

جب بچیوں نے شعر پڑھا و فینا نبی یعلم مافی غدٍ کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''یہ چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہو۔'' اب اس کو منع کرنے کی وجہ کیا ہے؟ وہ وجہ گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

شارحین نے کہا ہے حضور علیہ السلام کا اس کو منع فرمانا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔

(جاء الحق ص ۱۲۲ علم غیب باب دوم فصل دوم)

اب مفتی صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی نسبت اپنی ذات عالی کی طرف ناپسند ہے تو مفتی صاحب کیوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدہ بات کا ارتکاب کر کے پورا رسالہ علم غیب پر لکھ رہے ہیں۔ خدا عقل وشعور کی دولت سے اگر مفتی صاحب کو مالا مال کرتا تو اتنی زحمت کر کے علم غیب کے مسئلے پر رسالہ نہ لکھتے کیونکہ یہ بات تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی ہے۔

اور ہم پیچھے تفسیر مظہری کے حوالے سے لکھ آئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی کا ارتکاب کرنا آپ کو ایذاء اور تکلیف دینا ہے جو کہ یقیناً حرام اور ناجائز ہے مگر مفتی صاحب آخرت سے بے خوف ہو کر اس سب کو گیارہی شریف کا ٹھنڈا میٹھا دودھ سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

سارے جہان والوں کا علم حضور علیہ السلام کو دیا گیا جہان والوں میں حضرت آدم و ملائکہ اور ملک الموت شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔

(جاءالحق ص ۷۷ علم غیب باب اول فصل چہارم)

قارئین گرامی قدر یہاں مفتی صاحب عزت وعظمت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاس نہ رکھتے ہوئے لکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان والوں کا علم دیا گیا اور پھر جہان والوں میں شیطان کو بھی شامل اور داخل مان کر یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ شیطان کا علم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا حالانکہ شیطان کا علم جو شیطانی حرکات ومعلومات پر مشتمل ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیسے مناسب ہوگا؟

روضۃ القیومیہ جو بریلویوں میں معتمد ومستند کی حیثیت رکھتی ہے اس پر کئی بریلویوں کے کام ہوئے پھر وہ بریلوی کتب خانہ ''مکتبہ نبویہ لاہور'' سے چھپی اس میں ہے۔

ہزار ہا علوم ومعارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔

(روضۃ القیومیہ ج ا ص ۱۶۰)

اور مولوی اللہ دتہ بریلوی مناظر لکھتا ہے کسی کے لئے غیر ضروری معلومات مہیا کرنا حکیم وعلیم کی شان نہیں۔ (تنویر الخواطر ص ۴۸)

اب بتایئے کہ شیطانی افکار وحرکات کا علم جو کہ یہ ہوتا ہے کس سے زنا کروانا ہے، شراب کس کو پلانی ہے جوا کس سے کھلانا ہے وغیرہ کیا ایسی باتوں کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو دلیل دیجئے وگرنہ مان لیجئے ایسا علم دنیا حکیم وعلیم کی شان کے لائق نہیں ہے۔ یہ مفتی صاحب کا بہت بڑی ہرزہ سرائی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ایسی باتوں کا علم نبوت کی طرف منسوب کرنا بھی عار ہے

جیسا کہ روضتہ القیومیہ کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں اب مفتی صاحب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر کیسے گفتگو کر رہے ہیں ہر آدمی دیکھ سکتا ہے اللہ اس طرح کے نام نہاد عشق اور درحقیقت مخالفت وعدوات سے ہر مسلمان کو بچائے۔

۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کئے جاویں وہ بھی نگاہ مصطفیٰ علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ کے والد حذیفہ کو بتایا۔

(جاء الحق ص ۲۷ علم غیب فصل دوم باب اول)

یہاں مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کچھ ثابت فرمایا قارئین کو سمجھ آرہا ہوگا کہ میاں بیوی جورات کو اندھیرے میں ہمبستر ہوتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں۔العیاذ باللہ۔

مفتی صاحب نے دلیل کے طور پر حضرت عبداللہؓ کا واقعہ بتایا کہ ان کا والد حذیفہ ہے یہ آپ علیہ السلام نے بتایا۔مفتی صاحب نے اس سے استدلال کر کے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں زوجین کی ہمبستری بھی دیکھتے ہیں۔حالانکہ اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ اللہ ذوالجلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ حضرت عبداللہ کے والد حذیفہ ہیں (رضی اللہ عنہما) مگر مفتی صاحب کی گندی سوچ کہ بات کو کدھر لے گئے۔شرح شمائل ترمذی میں ملاعلی قادری اور علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہما اللہ نے حدیث نقل کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں۔

**مارائیت منه ولا رای منی یعنی الفرج** ۔(حاشیہ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۲ ص ۲۱۸، جمع الرسائل فی شرح اشمائل ج ۲ ص ۲۱۷)

یعنی نہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو دیکھا اور نہ ہی رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شرمگاہ کو دیکھا۔مگر اس مفت کے مفتی نے شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ کر کیا گل کھلائے وہ آپ کے سامنے ہیں۔اعاذ نا اللہ من سوالفہم۔

چونکہ مفتی صاحب کے بڑوں کا عقیدہ ونظریہ یہ ہے کہ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۲۰۲ حصہ دوم)اور دلیل کے طور پر زوجین کی جفتی والا واقعہ پیش کیا ہے تو بریلوی مسلک میں جفتی کے وقت اکابر وانبیاء کے متعلق اس قسم کا سوقیانہ اور بے ادبی پر مشتمل ذہن پایا جاتا ہے ہم اللہ کی پناہ لیتے ہیں ایسی سوچوں سے۔

بہر حال بریلوی حضرات کو دعوت فکر ہے کہ جاءالحق کا یہ بازاری ذوق مناسب سمجھو تو جاءالحق کو پھیلاؤ ورنہ اس کو دفن کر دو۔

۴۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

یہاں لکم میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم چور ہو چوروں کو خزانے نہیں بتاتے تم شیطانوں کی طرح اسرار کی چوری نہ کرلو۔رب تعالیٰ نے بھی شیطان کو آسمان پر جانے سے اسی لئے روکا کہ وہ چور ہے۔یہ تو صدیق سے کیا جاوے گا کہ مجھے خزائن الٰہیہ کی کنجیاں سپرد ہوئی ہیں۔

(جاءالحق ص۹۲ علم غیب باب دوم فصل اول)

حیرانگی کی بات ہے کہ مفتی صاحب بری ڈھٹائی سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ہرزہ سرائی کر رہے ہیں کہ آپ کی زبان کفار کے لئے یہ ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں۔یعنی کفار کو کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں اور صدیق وفاروق سے کہہ رہے ہیں کہ خزانے ہیں کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دورخی ثابت کرنے والا مفتی احمد یار نعیمی یا اس کی کتاب جاءالحق تعریف کے لائق ہو سکتی ہے؟ میں بریلوی حضرات کو مشورہ دوں گا کہ جیسے وہ دفن ہو چکا ہے اس کتاب کو بھی ویسے دفن کر دیں یا

پھراپنے بارے میں فیصلہ کرلیں کہ عشق ومحبت کا لیبل جھوٹا اور دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے ورنہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوزبانیں ثابت کرنا کیسے درست ہوا۔

مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے کہ اگر آپ کوخزائن دیئے گئے تھے اور محض چوری کے ڈرکی وجہ سے آپ کہہ رہے کہ تمہیں نہیں بتاتا تو جوخدا خزانے دے رہا تھا وہ حفاظت نہ کرسکتا تھا؟ کہ کفار کے ڈرکی وجہ سے نبی پاک کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں؟ کچھ تو مفتی صاحب یاان کی ذریت ہوش وعقل کے ناخن لیتے۔ دین میں خیانت ودھوکہ دینا آپ نے ہی مول لے رکھا ہے؟

۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں اگر پیغمبرایک آن کے لئے بھی گناہ گار ہوں تو معاذ اللہ وہ شیطانی گروہ میں سے ہوں گےاور یہ ناممکن ہے۔(جاءالحق ص ۴۳۱ عصمت انبیاء باب اول) مفتی صاحب کے اس قول کا مطلب ہوا کہ ایک آن کے لئے بھی ان کوگناہ گار مانیں تو شیطانی گروہ میں سے ہوں گےاور دوسری طرف ۴۳۳ پر لکھتے ہیں انبیاء سے جوگناہ وجھوٹ ثابت ہے نبوت سے پہلے کے ہیں (ملخصاً) تو کیا العیاذ باللہ جب ان سے گناہ ہوا بقول آپ کے تو کیاوہ شیطان گروہ میں سے ہوگئے؟ (العیاذ باللہ)

۶۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء سے خطا ہوسکتی ہے۔(جاءالحق ص ۴۴۰ عصمت انبیاء، باب دوم،اعتراض نمبر ۸ کا جواب) مگر مفتی صاحب کے ہم عقیدہ کافی سارے بریلویوں کا کہنا ہے کہ فاضل بریلوی کے زبان وقلم سے نقطہ برابر خطاء کوخدا نے ناممکن فرمادیا ہے۔

(ملخصاً احکام شریعت ص ۲۷ نظامیہ)

تو مفتی صاحب اس کا معنی ہوا کہ آپ کے نزدیک انبیاء کرام کی عظمت وشان اتنی نہیں جتنی آپ کے فاضل صاحب کی ہےتو گویا آپ لوگوں نے انبیاء کی توہین کی ہے یا پھر وہ فاضل کوانبیاء سے اعلیٰ مانتے ہیں۔

# جاءالحق اور عظمت صحابہ کرام علیہم الرضوان

ا۔ بعض صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد السلام علیک ایھا النبی کی بجائے السلام علی النبی کہنا شروع کیا تھا تو اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ بعض صحابہ کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں شرک ہوتا رہا۔

(جاءالحق ۱۹۰ یارسول اللہ کہنا، باب دوم)

مفتی صاحب کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی آج بھی پڑھا جاتا ہے اور کوئی بھی اسے شرک نہیں سمجھتا مگر مفتی صاحب ان صحابہ کرام کے عمل کو دلیل بنا کر یہ کہہ دیا کہ ان کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام کے دور میں بھی صحابہ شرک کرتے رہے (العیاذ باللہ) یوں اگر کہہ دیتے کہ اکثریت صحابہ نے ترک نہ کیا اور بعض نے ترک کیا لہٰذا اکثریت کی اقتدا ہی مناسب ہے تو بات گوارا تھی مگر مفتی صاحب کے گندے قلم نے صحابہ کرام پر ہی مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ ہم مفتی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دور بیٹھے بھائی، دوست، رشتہ دار کو خط لکھتا ہے تو وہ اس میں لکھتا ہے السلام علیکم یا اخی، وغیرہ۔ تو خطاب کے الفاظ اس نے بھی استعمال کئے ہیں نہ تو وہ ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور نہ ہی اپنے بھائی، رشتہ دار، دوست کو عالم الغیب مگر اس کا خیال یہ ہے کہ میرا خط جب پہنچے گا تو سلام درست ہو جائے گا۔

انوار ساطعہ، ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از اویسی، وغیرہا کتب بریلویہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی صلوۃ ہو یا ایسا سلام ہو وہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اور احادیث

طیبات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے مگر مفتی صاحب آخرت سے بے خوف ہو کر دھڑلے سے صحابہ کرام کو مشرک کہہ رہے ہیں۔(الزمان والحفیظ)

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

پہلا باب اس بیان میں کہ نبی علیہ السلام کو بشر یا بھائی کہنا حرام ہے۔

(جاءالحق ص ۱۷۳ مسئلہ بشریت باب اول)

مفتی صاحب نے یہاں دو باتوں کو حرام کہا ہے بشر کہنے اور بھائی کہنے کو حالانکہ یہ دونوں باتیں حضرات صحابہ کرام میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً ''بشر کہنے والی بات'' شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہو سلم کی آخری روایت ص۲۳ ایچ ایم سعیدی کمپنی کراچی'' میں ہے سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان بشرا من البشر یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بشر تھے۔

اور ابوداؤد ج دوم کتاب العلم باب کتابۃ العلم کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں میں جو بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا وہ لکھ لیتا۔ مجھے قریشی حضرات (صحابہ) نے روکا کہ تو ہر بات لکھتا ہے حالانکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں خوشی اور غصے میں کلام فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس زبان سے سوائے حق کے کوئی بات نہیں نکلتی۔

اب دیکھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط بات نکلنے کا رد تو فرما دیا مگر بشریت کا رد نہ فرمایا۔

تو معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جمعیت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا ہے۔ باقی رہی ''بھائی کی بات'' تو سنئے۔ بخاری میں روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم خطب عائشہ الی ابی بکر فقال لہ ابو بکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ۔

(بخاری شریعت ج۲ص ۷۶۰)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر کو حضرت عائشہ سے نکاح (شادی) کا پیغام بھیجا تو سیدنا ابو بکرؓ نے ان سے عرض کیا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے دینی بھائی ہو۔

اور دوسری جگہ سیدنا علیؓ فرماتے ہیں۔

انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(گستاخوں کا برا انجام از فیض احمد اویسی ص ۱۰۸)

یعنی میں اللہ کا بندہ اور نبی پاک علیہ السلام کا بھائی ہوں۔

اب آپ دیکھیں کہ بشر اور بھائی دونوں لفظ صحابہ کرام نے استعمال کئے ہیں اب اگر مفتی صاحب حرام کہہ رہے ہیں تو پھر آپ حضرات بتائیں کہ یہ فتاوے کس پر لگائے ہیں کیا صحابہ کرام اس سے فتوے کی زد میں آئے یا نہ؟

# متفرقات

## ا۔ کیا جبرئیل علیہ السلام بیٹا دیتے ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں حضرت جبرئیل نے حضرت مریم سے کہا۔

**قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیا۔**

اے مریم میں تمہارے رب کا قاصد ہوں تا کہ تم کو پاک فرزند دوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل بیٹا دیتے ہیں:

(جاء الحق ص ۲۰۵ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

الجواب

مسائل رازی علی ہامش املا امن بہ الرحمٰن کے ج ۲ ص ۲۰ پر ہے **قال انما انا رسول رب یقول لک ارسلت رسولی الیک لاھب لک فیکون حکایة عن اللہ تعالیٰ لا عن قول جبریل علیه السلام فیکون فعل الھبة مسنداً الی اللہ تعالیٰ لا الیه۔**

ترجمہ: امام رازی فرماتے ہیں۔ انما انا رسول ربک کی تشریح میں کہتے ہیں جبرئیل نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں نے اپنا رسول تیری طرف بھیجا ہے تا کہ تجھے بیٹا دوں پس حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی بات کو نقل کیا ہے نہ کہ جبرئیل علیہ السلام کا اپنا قول ہے پس ہوگی نسبت ھبہ کرنے کی اللہ کی طرف نہ کہ حضرت جبرئیل کی طرف۔

مفتی صاحب کی جہالت ہے ورنہ بعض قرأتوں میں **یھب لک** بھی ہے کہ جبرئیل امین نے کہا میں اللہ کا قاصد ہوں تا کہ اللہ تجھے ستھرا بیٹا عطا فرمائے۔

ویسے بھی قاصد دینے آتا ہے اور کوئی بھی ڈاکیا یا قاصد ہی کو معطی اور عطا کرنے والا نہیں سمجھتا ہر کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں نے بھیجا ہے نہ کہ اس قاصد نے۔

مولوی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ہمارے زمانہ میں بعض جہلا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اپنی حاجتوں کا سوال پیروں فقیروں سے کرتے ہیں اور قبروں اور آستانوں پر جا کر اپنی حاجات بیان کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں حالانکہ ہر چیز کی دعا اللہ سے کرنی چاہئے اور اسی کی نذر ماننی چاہئے کیونکہ دعا اور نذر دونوں عبادت ہیں اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے البتہ دعا میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا وسیلہ پیش کرنا چاہئے۔
(تبیان القرآن ص ۶۹۲، ۶۹۱)

پیر محمد عابد حسین سیفی بریلوی ارشاد الطالبین کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ خدا اور رسول اس عمل پر گواہ ہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے اولیاء کرام معدوم کو موجود کرنے یا موجود کو معدوم کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لئے پیدا کرنے معدوم کرنے رزق دینے اولاد دینے بلا دور کرنے اور مرض سے شفا دینے وغیرہ کی نسبت ان سے مدد طلب کرنا کفر ہے۔

(بستان السالکن ترجمہ ارشاد الطالبین ص ۴۸)

مرقاۃ میں ہے یہود و نصاری پر لعنت کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ انبیاء علہیم السلام کی قبور کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور یہ شرک جلی ہے (مرقاۃ ج ۲ ص ۴۱۵) علامہ آلوسی لکھتے ہیں ایک دن میں نے ایک آدمی کو جو کسی پریشانی میں کسی فوت شدہ سے مدد مانگ رہا تھا اور اسے پکار رہا تھا کہ اے فلاں میری مدد کر تو میں نے اسے کہا اللہ سے مانگ کیونکہ وہ فرماتا ہے میرے بندے جب میرے بارے میں پوچھیں تو بتا کہ وہ قریب ہے الخ تو وہ غصے ہو گیا اور مجھے کسی نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ آلوسی اولیاء کا منکر ہے اور بعض لوگوں سے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ

ولی خدا کی بہ نسبت جلدی دعا قبول کرنا ہے اور یہ کفر ہے الخ۔

(روح المعانی ج ۲۴ ص ۳۶۳ تحت آیت واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأ زت الایۃ)

**لاهب لک: اسند الفعل الیٰ نفسه مجازاً لکونه سبباً ظاهریاً بالنفح. فی الدرع. ویجوزان یکون حکایة لقوله تعالیٰ تقدیره ارسلنی ربک الیک یقول ارسلت رسولی الیک لاهب لک بتوسط کسبه النفخ فی درعک وقراورش وابو عمرو لیهب لک وکذالک روے الحلوانی عن قالون یعنی لیهب ربک لک۔** (تفسیر مظہری تحت ہذاالدیۃ)

ترجمہ: حضرت جبرئیل نے اس فعل کی نسبت اپنی طرف مجازاً کی ہے ظاہری سبب ہونے کی وجہ سے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارنے سے: اور یہ بھی جائز ہے کہ حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی بات کو نقل کیا ہے اور اس کی تقدیری عبارت ہے:

مجھے تیرے رب نے بھیجا ہے اور وہ کہتا ہے میں نے اپنا قاصد تیری طرف بھیجا تا کہ تجھے بیٹا دوں اس قاصد کے تیرے گریبان میں پھونک مارنے کے واسطے سے ورش اور ابوعمرو نے قرات کی لیھب لک تا کہ وہ تجھے بیٹا دے اور اسی طرح روایت حلوانی نے بھی کیا ہے قالون سے لیھب ربک لک کہ وہ تجھے بیٹا عطا کرے۔

معلوم ہو گیا کہ مفتی صاحب نے جو نتیجہ اس آیت سے نکالا ہے وہ حد درجہ تحریف اور غلط ہے۔

## ۲۔ اختیارات اولیا

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے۔

(جاء الحق ص ۲۰۵ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

الجواب

مفتی صاحب اپنی جماعت کے ذمہ دار حضرات ہیں مگر حیرانگی ان پر ہے کہ عقل وشعور سے عاری اور خالی ہو کر اس کتاب کو لکھنے کے درپے ہو گئے۔

اگر خصوصی اختیارات مانتے ہیں تو پھر حلال وحرام سب کا ان کو آپ مختار بھی مانتے ہوں گے مگر حدیث شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

چار چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بنا رکھی ہے جو ان سے ہٹ جائے اور ان پر عامل نہ رہے وہ خدا سے فاسق ہو کر ملاقات کرے گا پوچھا گیا کہ وہ چاروں کیا ہیں؟ فرمایا کامل عقیدہ رکھے کہ حلال وحرام حکم وممانعت یہ چاروں صرف خدا کے اختیار میں ہیں اس کے حلال کو حلال اس کے حرام بتائے ہوئے کو حرام ماننا اس کے حکموں کو قابل تعمیل اور لائق تسلیم جاننا اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز آجانا اور حلال حرام امر ونہی کا مالک صرف اسی کو جاننا بس یہ دین کی اصل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۲۵ سورۃ جاثیہ ص ۶۳ ج ۵)

اس مسئلہ پر مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین گرامی قدر چونکہ یہ مسئلہ بریلوی اعتقادیات سے ہے اس لئے اس کو بریلوی حضرات اسلاف واکابر کی عقائد کی کتب سے ثابت کریں اور اگر انہیں بات قبول نہیں اور قرآن وسنت سے اس کو ثابت کرنا چاہتے تو پھر ہماری طرف سے مطالبہ یہ ہے کہ اس پر دلائل قطعیہ کو پیش کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے۔ بریلوی اکابر نے مختار کل کے منکر کو گستاخ نبوت، نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانے والا، اہل باطل اور ابلیس لعین کا مذہب قرار دیا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ اویسی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا معجزات اور اولیاء کرام کا کرامات کے اظہار پر اختیار اہل حق

مذہب ہے اور اس سے انکار اہل باطل اور اس انکار کی بنیاد ابلیس نے رکھی۔

(حضور کے معجزات واختیارات ص ۵ رسائل اویسیہ جلد ۳)

۲۔ ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

آپ کی لاعلمی یا عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔

(لاعلمی میں علم ص ۱۵ رسائل اویسیہ ج ۴)

۳۔ مفتی امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں:

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں عیب تلاش کرنا ہوگا کہ نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں فلاں چیز کا اختیار نہیں۔(دو جہان کی نعمتیں ص ۳۹)

اور گستاخی نبوت اور نبی کو عیب لگانا کفر ہے یہ مسلمات بریلویہ میں سے ہے اس لئے بریلوی صاف لکھ دیں گے کہ مختار کل کا عقیدہ ایمان ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور اس پر دلائل صرف قطعی لائے جائیں گے یعنی کہ قطعی الدلالت وثبوت اور بس۔

## بریلوی دعویٰ:

حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ (برکات الامداد ص ۸)

معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات کے مالک آنحضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تنقیح دعویٰ نمبر ا۔

یہ خدا کی خلدائی میں شریک ٹھہرانا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں: کلی اختیارات مکمل علم غیب پر خدائی دارومدار ہے۔

حواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص ۲۶۵ تو یہ ایک شرک ہے۔

نمبر ۲۔ بریلوی حضرات اپنے اس مسئلہ مختار کل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

اختیارات کو خدا کے اختیار سے بڑھ کر مانتے ہیں جو کہ یقیناً غلط اقدام ہے۔

خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد

محمد جو پکڑیں نہیں چھوٹ سکتا۔

(رسائل نعیمیہ ص ۱۶۴)

نمبر۴۔ اگر تمام اختیارات سونپ دیئے گئے ہیں تو یہ بتائیں کہ حضور ﷺ ابو طالب کو جنت میں لے جائیں گے یا نہیں اگر لے جائیں گے تو فاضل بریلوی نے شرح المطالب فی مبحث ایمان ابی طالب کیوں لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے وہ کافر ہے اور کافر جہنم میں ہی جائے گا اگر نہیں لے جائیں گے تو پھر اختیار کلی کا انکار ہوا۔

نمبر۵۔ مختار کل کا عقیدہ بریلوی حضرات نے شیعہ سے چرایا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہیں۔

**ان اللہ لم یزل متفرد اً بالو حدانیة ثم خلق محمداً وعلیاً وفاطمة والحسن والحسین فمکثوا الف دھر فخلق الاشیاء واشھدھم خلقھا واجری طاعتھم عنھا وفوض امورھم الیھم یحلون مایشاؤون ویحرمون مایشاؤون ۔**

آگے لکھتے ہیں۔

امام جعفر صادق سے روایت کلینی نے نقل کی ہے۔

مما فوضہ اللہ تعالیٰ الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقد فوضہ الینا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۷۰)

ترجمہ: جو کچھ اللہ نے اپنے رسول پاک ﷺ کو سپرد کیا وہ سب کچھ ہماری طرف سپرد کر دیا۔

مولانا کرم الدین دبیر لکھتے ہیں۔

یہ مسلم امر ہے کہ موت وحیات خدا کے اختیار میں ہے کسی انسان کو اس کا اختیار نہیں

دیا گیا لیکن یہ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ ائمہ اہلبیت کو موت وحیات پر کلی اختیار تھا۔

(آفتاب ہدایت ص ۱۶۹)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے شیعہ کے فرقہ مفوضہ کا عقیدہ یوں لکھا ہے کہ جو مفوضہ ہیں وہ کہتے اللہ تعالیٰ نے تدبیر خلق کا مسئلہ ائمہ کے سپرد کر دیا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۸۲ قدیم)

تو بریلوی حضرات لوگوں کو شیعہ بنانے پر تلے ہیں اب شیعہ ہونے کا اعلان ضرور کریں کہ ہم ہیں شیعہ۔

تنقیح نمبر ۴۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثلاً

مولوی محمد صادق نقشبندی صاحب لکھتے ہیں۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا۔ چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر کا اختیار نہیں۔ (تاریخ مدینہ ص ۱۱۴)

۲۔ نقی علی خاں کہتے ہیں۔

آپ نے چاہا کہ ابوطالب کی بخشش کے واسطے دعا کروں حکم آیا پیغمبر اور مسلمانوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں استغفار کریں۔ اے عزیز وہ حاکم ہے محکوم نہیں غالب ہے مغلوب نہیں مالک ہے تابعدار نہیں اگر تیری دعا قبول نہ فرماوے تجھے ناخوشی اور غصے یا شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرما دیتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی بات پر اصرار کرتا ہے۔ (الکلام الاوضح ص ۳۰۸)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا میں پہاڑ کو سونا بنانے یا خلق اشیاء پر قدرت نہیں رکھتا۔

(مواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص ۲۶۲)

مفتی احمد یار نعیمی ایک آیت کی تفسیر میں **لو ان عندی ماتستعجلون به لقضی الامر بینی وبینکم (الایة)** ۔اگر عذاب میرے اختیار میں ہوتا تو کب کا تمہارا قصہ چکا دیا گیا ہوتا۔

لکھتے ہیں وہ عذاب جس میں تم جلدی کر رہے ہو میرے قبضے و اختیار میں ہوتا تو اب تک میرا تمہارا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

(تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۵۰۷ مکتبہ اسلامیہ)

مفتی مظہر اللہ شاہ لکھتے ہیں اس کی تفسیر میں۔

تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

(تفسیر مظہر القرآن ج ۱ ص ۳۸۵)

علامہ سعیدی صاحب اس کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

مجھے اس عذاب کے نازل کرنے یا اس کو مقدم اور مؤخر کرنے پر قدرت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہارے مطالبہ عذاب کو لا چکا ہوتا۔

(تبیان القرآن ج ۳ ص ۴۹۵)

ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں کہ ’’آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم الٰہی کے خلاف نہ ہوگا مجھے ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔‘‘

(اوراق غم ص ۷)

مولوی نعیم الدین مرادآبادی صاحب لکھتے ہیں سورت یونس کی آیت نمبر ۱۵ کے حاشیہ نمبر ۳۵ میں ۔کہ میں اس ( قرآن ) میں تغیر تبدل کمی بیشی نہیں کرسکتا۔

(خزائن العرفان)

نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے ان (والدہ) کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے نہ دی گئی۔ (خزائن العرفان ص ۲۶۵)

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کلام الٰہی کا نزول یا پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے بھاگنا یہ معجزات ہیں لیکن ان کا اظہار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اختیار کا دخل نہ تھا۔ (مقالات سعیدی ص ۵۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

امور غیر عادیہ میں انبیاء اور اولیاء پر وحی والہام کی کیفیات کا عروض ان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ (مقالات سعیدی ص ۲۶۰)

آپ کے گھرانے کے اور دیگران سب حوالہ جات سے معلوم ہو گیا مختار کلی کا عقیدہ غلط ہے۔

اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل کا لفظ اپنے لئے پسند نہیں کرتے کیونکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی باتوں کے اختیار کی نفی فرمائی ہے اور جو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو ناپسند کرے وہ کافر ہے۔جیسا کہ حنیف قریشی نے لکھا ہے۔ (غازی ممتاز حسین قادری ص ۲۹۱)

تنقیح نمبر ۵۔اس دعویٰ سے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا انکار لازم آتا ہے۔مثلاً اے علی میں نے اللہ عزوجل سے تین بار سوال کیا کہ تجھے تقدیم دے اللہ تعالیٰ نے نہ مانا مگر ابوبکر کا مقدم رکھنا۔فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ اص ۶۸۶۔ میں نے اپنے رب سے تین

سوال کئے ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے ایک تو یہ تھا کہ میری تمام امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول ہوا۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ وجدال نہ ہو قبول نہیں ہوا۔

(خزائن العرفان ص ۱۷۵ حاشیہ سورت انعام آیت نمبر ۶۵)

تنقیح نمبر ۶۔ آپ ﷺ کے شافع محشر ہونے کا بھی انکار لازم آتا ہے:

احادیث نبویہ میں متواتر روایات ہیں کہ آپ شافع محشر ہیں اگر تمام اختیارات کا مالک آپ کو ٹھہرایا جائے تو پھر شفاعت کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ شفاعت کا معنی ہے۔ گزارش کرنا، درخواست کرنا، خدا تعالیٰ کے مختار کل ہونے پر سب متفق ہیں وہ کبھی کسی کے سامنے عرض وگزارش نہیں کرتا اگر تم سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل مانو گے تو گزارش و عرض سے انکار کرنے کی راہ نکلے گی جس سے صاف شفاعت کے عقیدے کا انکار نکلتا ہے۔

## لفظ مختار کل کی تنقیح:

اگر مختار کل کا مطلب یہ ہے کہ ساری کائنات میں پسندیدہ ومنتخب اور چنے ہوئے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں اور اگر مختار کل کا معنی یہ ہے کہ تمام قسم کے اختیارات خدا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے ہیں چاہے وہ تکوینی ہوں یا تشریعی ہوں تو یہ بات اسلام کے متصادم ہے۔

اور باقی اس بات میں بھی کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ:

۱۔ اگر آپ چاہیں تو ان طائف والوں کو ہلاک کر دیا جائے۔

۲۔ اگر آپ چاہیں تو ہم ان پہاڑ و کو سونا بنا کر آپ کے ساتھ کر دیں۔

۳۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ پر موت طاری نہیں کرتے بلکہ مزید آپ رہنا چاہیں دنیا میں تو بھی رہ لیں۔ (وغیرہا الا ماشاء اللہ)

اس قسم کی کئی باتیں گنی وشمار کی جاسکتی ہیں مگر اسے مختار کل کا عقیدہ نہیں کہا جائے گا۔
اکابر امت کی تصریحات اس عقیدہ کے رد پر موجود ہیں جنہیں ملاحظہ فرمائیں۔
علامہ سبکیؒ لکھتے ہیں۔

**والنبی صلی الله علیه وسلم اعرف الخلق بالله تعالیٰ فلم یکن یسال ربه تغیر حکم من الاحکام الشرعیه ولا یفعل فیها الامایو مربه۔**

(شفاء السقام ص ۱۷۷)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ خدا کو پہچاننے والے تھے اسی وجہ سے آپ نے رب سے احکام شرعیہ میں سے کسی حکم کے بدلنے کا سوال نہیں کیا اور آپ احکام شرعیہ وہی کرتے تھے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔
ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

**النوع الثالث من التوسل ان یطلب منه ذالک الامر المقصود بمعنی انه صلی الله علیه وسلم قادر علی التسبب فیه بسُواله ربه وشفاعته الیه فیعود الی النوع الثافی نی المعنی: النوع الثانی التوسل به بمعنی طلب الدعا منه۔** (شفاء السقام ص ۱۶۹)

ترجمہ: توسل کی تیسری قسم یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ سے ہی کسی کام کو طلب کیا جائے مقصود یہ ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ سے سوال اور سفارش کریں گے اسی بنا پر آپ سبب ہوئے پس یہ تیسری قسم توسل کی درحقیقت دوسری قسم ہی بنتی ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ آپ ﷺ سے دعا کی گزارش کی جائے۔
علامہ سبکی لکھتے ہیں۔

**ومن هذا قول القائل للنبی صلی الله علیه اسلم اسئالک مرافقتک**

**فی الجنة قال اعنی علی نفسک بکثرة السجود والا ثارفی ذالک کثیرہ ایضاً ولا یقصد الناس بسؤالھم ذالک الا کون صلی اللہ علیہ وسلم سبباً وشافعاً ۔** (شفاءالسقام ص۱۷۵،۱۷۴باب نمبر۸)

**ترجمہ:** زش توسل کی تیسری قسم کہ مثال یہ حدیث ہے کہ ایک صحابی نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا میں جنت میں آپکی رفاقت آپ سے مانگتا ہوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کثرت سجود سے اپنی ذات کے لیے میری دعا کہ مدد کرنا اور آثار اس بارے میں بہت سارے ہیں اور لوگوں کا اس قسم کے سوال کا مقصد یہ ہوتا ہے آپ ﷺ سبب اور سفارش کرنے والے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

مذہب صحیح آ سنت کہ امر تشریع مفوض بہ پیغمبر نمی باشد زیرا کہ منصب رسالت ایلچی گری است نہ نیابت خدا ونہ شرکت در کارخانہ خدا آنچہ کہ خدا تعالیٰ حلال وحرام مرماید آنزا رسول تبلیغ می کند وبس از طرف اختیار ندارد۔

(تحفہ اثناءعشریہ ص۱۷۰باب نمبر۴)

**ترجمہ:** صحیح مذہب یہ ہے کہ احکام شرعیہ پیغمبر کے سپرد نہیں ہوتے کیونکہ رسالت کا منصب پیغام پہنچانا ہے نہ کہ خدا کی نیابت اور اس کے کاموں میں شرکت پس جس کو خدا حلال وحرام فرماتا ہے اس کی رسول تبلیغ کرتے ہیں اور بس۔ اپنی طرف سے اختیار نہیں رکھتے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

معجزہ رسول کا اختیاری فعل نہیں نہ رسول کو اسکے ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے۔

(مجربات غزالی ص۲۹۹)

شیخ شرف الدین یحی منیریؒ فرماتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیا سب کا یہ حال ہوا کہ انہوں نے بہت سی چیزیں چاہیں کہ ہو

جائیں لیکن نہ ہوئیں اور بہت سے ایسے کام جنہیں انہوں نے چاہا کہ وہ نہیں ہوں وہ ہو گئے۔
(مکتوبات دوصدی مکتوب نمبر۶۰: ۶۷)

شیخ عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے سینکڑوں برس تک اپنے بیٹے کے لیے کوشش کی اور اہتمام کلی کیا کہ کسی طرح وہ مسلمان ہو جائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لئے بہتری کوشش کی کہ وہ بت پرستی سے باز رہے اور مسلمان ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا......

مصطفی اصلی اللہ علیہ السلام نے ابوطالب کے لئے کتنی کوشش فرمائی مگر مفید اور سودمند نہ ہوئی۔
(سبع سنابل فارسی ص۹۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

معجزہ اللہ کا فعل ہے نہ کہ رسول کا کیونکہ قانون قدرت کو توڑنا انسانی اختیار سے باہر ہے۔
(تکمیل ایمان ص۱۱۱)

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

یہ عالم قضا وقدر ہے جو انبیاء اور اولیاء کے لئے کمر شکن ہیں۔ بہت دفعہ جو مانگتے ہیں نہیں پاتے۔
(مکتوبات قدسیہ ص۱۶۷ اردو)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اولیاء کرام معدوم کو موجود کرنے یا موجود کو معدوم کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے پیدا کرنے معدوم کرنے رزق دینے اولاد دینے بلا دور کرنے اور مرض سے شفا دینے وغیرہ کی نسبت ان سے مدد طلب کرنا کفر ہے۔

قاضی سجاد حسین رحمتہ اللہ شفاء السقام کے ترجمہ زیارت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے

ترجمہ میں جوشاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب کے ہی حکم پر کیا گیا ہے وہ خود مقدمہ میں لکھتے ہیں عاجز (فاروقی صاحب) قاضی صاحب کے پاس گیا اوران سے کہا بحول اللہ وقوتہ آپ اس کام کو سرانجام دیں اور پھر ترجمہ اس عاجز کے حوالے کریں تا کہ یہ مبارک رسالہ ذخراً للآخرۃ حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی سے یہ عاجز طبع کرائے اور یہ بھی آپ سے کہا کہ آپ اس مبارک ترجمہ کا نام اصل نام کا نصف آخر زیارۃ خیر الانام رکھیں۔

(مقدمہ زیارت خیر الانام ص۶)

آگے لکھتے ہیں۔

حضرت قاضی سے کہہ دو زید تم
رب کعبہ خوب لکھی ہے کتاب

(مقدمہ زیارت خیر الانام ص۱۶)

چونکہ رضا خانیوں کے ہاں یہ مسلم بزرگ ہیں اس لئے ان کی بات کی ہے۔

اب مقصد کی طرف آیئے۔

اس رسالہ میں ہے بیہقی کے دلائل النبوۃ میں مذکور ہے کہ عثمان ابی العاص نے کہا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے معاملہ میں یعنی قوت حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس شیطان کا اثر ہے جس کو خنزب کہتے ہیں اے عثمان میرے قریب آجا میں قریب ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا جس کی ٹھنڈک میں نے کمر تک محسوس کی پھر فرمایا اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا (الخ)۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

اب یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صورۃً طلب ہے ورنہ دراصل آنحضور کی حیثیت

سفارشی کی ہے اب اس کو خواہ توسل کہو یا تشفع کہو یا تجوہ یا توجہ سب کے یہی معنی ہیں۔

(زیارت خیر الانام ترجمہ شفاء السقام ص۱۲۳ مکتبہ جمال کرم)

ایک بات قابل تشریح ہے کہ آج کل اہل بدعت حضرات کا یہی کہنا ہے کہ ڈپو تو حکومت سے لیتے ہیں اور باقی لوگ ڈپو سے لیتے ہیں اسی طرح انبیاء اولیاء خدا سے لیتے ہیں اور ہم ان سے لیتے ہیں۔ جیسے کوئی براہ راست حکومت سے لے تو حکومت ناراض ہوتی ہے کہ ہمارے ڈپو سے لو ہم سے کیوں لیتے ہو اسی طرح خدا سے مانگنے کی بجائے اولیا سے مانگو ورنہ خدا ناراض ہوگا۔

اس بات کی تفصیل کے لئے پیر نصیر الدین وہابی ہے؟ اور ''توحید اور شرک'' مفتی امین صاحب اور ''توحید اور شرک'' مولوی محمد راشد میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اور اس کا تفصیلی جواب ہماری کتاب گلستان توحید میں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سبکی کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری سبب اور وسیلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنے ہیں اور نکالنے والا خود اللہ جل مجدہ تھا۔ یعنی آپ نے جو فرمایا شیطان نکل جا بہ بطور سبب کے فرمایا یا خدا کے ہی حکم سے فرمایا تو نکالنے والا خدا کے علاوہ کسی اور کو نہ سمجھنا چاہئے۔

## ۳۔ کیا اولیاء دور نزدیک سے سنتے ہیں؟

مفتی صاحب لکھتے ہیں اولیاء اللہ کے لئے دور و نزدیک یکساں ہیں جب ان کی نظر دور قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر ان کے کان دور نزدیک کی آواز سن لیں تو کیوں شرک ہوا؟

(جاء الحق ص۱۹۱ یا رسول اللہ کہنا باب دوم)

ہم اس بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے صرف اتنی بات کہتے ہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ کو عبدالمجید خان سعیدی رحیم یار خانی نے اپنی مصدقہ بریلویت کتاب تنبیہات بجواب تحقیقات کے ص۱۲۴ پر اپنا عالم کہا ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر اگرچہ از اجلہ اولیاء امت محمدیہ ہستند مناقب وفضائل شان لاتعد ولاتحصی اندلیکن چنیں قدرت شان کہ فریاد دارز امکنۂ بعیدہ بشونند وبفریاد رسند ثابت نیست واعتقاد اینکہ آنجناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند وندائے شان می شنونداز عقائد شرک است۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ہامش خلاصہ الفتاویٰ ج۴ص۳۳۱)

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اگرچہ امت محمدیہ کے اکابر اولیاء میں سے ہیں اور ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں مگر یہ قدرت کہ فریاد کو دور سے سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں یہ ثابت نہیں اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ہر وقت اپنے مریدوں کو جانتے ہیں اور ان کی نداو پکار کو سنتے ہیں عقائد شرکیہ میں سے ہے۔ (اوکما قال لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ)

تو مفتی صاحب کو مفتی عبدالمجید خان سعیدی نے ہی مشرک بنوادیا اور سنئے۔

پروفیسر مسعود لکھتے ہیں اپنے جداعلیٰ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے۔

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیاءللہ کہنا ممنوع ہے اور قائل کو توبہ کرنی اور تجدید نکاح چاہئے۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص ۱۳۱)

اور تقریباً یہی بات حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ مجموعۃ الفتاویٰ میں بھی لکھی ہے۔

## ۴۔ کیا شیطان بھی ہر جگہ موجود ہے؟

ہمیں مفتی احمد یار نعیمی گجراتی پر حیرت بھی ہے اور اس کی آخرت کے برباد ہونے پر افسوس بھی ہے کیونکہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال بنایا وہی شیطان مردود کے لئے بھی مان لیا۔ دیکھئے مفتی صاحب لکھتے ہیں عالم میں حاضر وناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور وقریب کی

آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے۔ الخ

(جاء الحق ص ۱۳۸ حاضر و ناظر، مقدمہ)

مگر جب اپنے پیرو مرشد شیطان لعین کی تعریف لکھنے بیٹھے تو یہ بھی لکھ دیا کہ رب نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اتنا وسیع علم دیا کہ دنیا کا کوئی شخص اس کی نگاہ سے غائب نہیں پھر اسے یہ بھی خبر ہے کہ کون گمراہ ہوسکتا ہے کون نہیں اور جو گمراہ ہوسکتا ہے وہ کس حیلہ سے۔ ایسے ہی وہ ہر دین کے ہر مسئلہ سے خبردار ہے اس لئے ہر نیکی سے روکتا ہے اور ہر برائی کراتا ہے۔

(جاء الحق ص ۸۴، ۸۵ علم غیب باب اول فصل نمبر ۶)

اور تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۱۴۴ آیت نمبر ۲۶۸ سورہ بقرہ کے تحت لکھا ہے کہ ابلیس کی بیک وقت تمام جہان پر نظر ہے الخ۔

تو ہمارا ان اہل بدعت سے سوال ہے کہ یہی بات تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے تھے مگر ساتھ ابلیس کے لئے بھی تم نے یہ ماننا شروع کر دیا (العیاذ باللہ) ہماری خاموشی جناب فاضل بریلوی سے دیکھی نہ گئی اور وہ فرمانے لگے جو غیر مسلم کے لئے ہو مسلم کے لئے کمال نہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ ۴ ص ۳۷۸ مشتاق بک کارنر)

تو ہم اپنے قارئین سے پوچھتے ہیں لو جی اب تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمہارے خودساختہ کمال کا انکار تمہارے مفتی صاحب کے ہاتھوں سے ہوگیا یا نہیں؟ کیونکہ مفتی صاحب نے یہی بات شیطان کے لئے مان کر یہ بات سمجھا دی کہ اب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال نہیں رہا ہم یہیں تک پہنچے تھے کہ بریلویوں کے مناظر مولوی اللہ دتہ صاحب کہنے لگے۔

(سرکار کے) کمال کا انکار سرکار کو اذیت دینا ہے (ملخصاً بھیڑ نما بھیڑیے ص ۱۴)

تو ہم سمجھ گئے کہ مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے اور اذیت

دینے والے کے متعلق فیصلہ شرعی بھی مل سکتا ہے مگر ہم شریعت محمدیہ علی صاحبھا الف الف تیحتہ وسلام و برکات کی بجائے مولوی احمد رضا کے دین سے فتویٰ دکھاتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا کافر ہے۔

(غازی ممتاز حسین قادری ص ۲۰۱ از مفتی حنیف قریشی)

## ۵۔ کیا نماز وغیرہ مجرا ہے؟

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

شاہی دربار میں جب کوئی وفد جاتا ہے تو دربار کے آداب سب بجالاتے ہیں مگر عرض ومعروض سب نہ کریں جو نمائندہ ہو گیا وہی کرے گا ایسے ہی باجماعت نمازی رب کی بارگاہ میں وفد کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں تو تکبیر تسبیح تشہید وغیرہ سب پڑھیں کہ اس دربار کا سلامی مجرا ہے سب ادا کریں۔

(جاءالحق ج ۲ ص ۱۳۱ عدم قرأت خلف الامام، فصل اول)

کیا بریلوی حضرات بھی ان باتوں کو مجرا کہیں گے کیونکہ عرف عام میں مجرا تو نہایت ہی برے معنی میں استعمال ہوتا ہے مگر مفتی صاحب شاید ساری زندگی مجروں میں گزارتے رہے ہیں کہ وہ اعمال نماز کو بھی مجرا قرار دے رہے ہیں۔(العیاذ باللہ)

## ۶۔ علماء دیوبند کی صفائی

بریلوی حضرات بڑی شدومد سے کہتے ہیں کہ علماء دیوبند نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کے منکر ہیں مگر ان کے گھر کے مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

یہ دیوبندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساری مخلوقات سے زیادہ حضور علیہ السلام کا علم ہے۔

(جاءالحق ص ۶۶ علم غیب باب اول فصل اول)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

مولوی قاسم صاحب نے حضور علیہ السلام میں اولین وآخرین کا علم جمع مانا ہے۔

(جاءالحق ص ۸۲ علم غیب باب اول فصل نمبر ۵)

ایک جگہ لکھتا ہے مولوی قاسم صاحب نے تحذیر الناس میں کمال ہی کر دیا کہ ساری مخلوقات سے حضور علیہ السلام کا علم زیادہ مانا۔

(جاءالحق ص ۱۳۳ علم غیب، باب دوم فصل ثالث)

اب رضا خانیوں سے پوچھا جائے کہ تم سچے ہو یا تمہارے آباء؟

وہ کہتے ہیں کہ دیوبندی بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک ساری کائنات سے زیادہ مانتا ہے مگر آج کل کے رضا خانی جھوٹے الزامات لگاتے ہیں، اگر تم سچے ہو تو یہ رضا خانی مفتی صاحب جھوٹے ہونے کی وجہ سے کہاں پہنچے خود فیصلہ فرمالیجئے۔

## ۷۔ غیر اللہ کو رب کہنا:

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

دیکھو رب خدا کا بھی نام ہے اور قرآن کریم میں بندوں کو بھی رب فرماتا ہے۔

**کما ربیانی صغیراً فارجع الیٰ ربک ۔**

اگر کوئی شخص کسی کو اپنا مربی یا رب کہے تو مشرک نہ ہوگا۔

(جاءالحق ص ۳۸۲ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا باب دوم)

مفتی صاحب اگر تفاسیر کا مطالعہ فرماتے تو یہ بات نہ فرماتے کیونکہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اہل علم حضرت یوسف علیہ السلام کے فرمان، لوٹ اپنے رب کی طرف، اور وہ میرا رب ہے اور اس کی مثل جیسے وہ یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ میں گر گئے اس کا جواز مخصوص ہے اسی زمانے کے ساتھ۔ (روح المعانی ج ۱ ص ۱۰۵)

تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔

**لایقال علی غیرہ تعالیٰ الامقیداً کرب الدار۔** (تفسیر مظہری ج ا ص ۴)

غیر خدا کے لئے رب کا لفظ استعمال نہ کیا جائے ہاں اگر کرنا ہو تو مقید کر کے جیسے رب الدار مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں غیر پر رب کا اطلاق کیا جائے تو پھر اس کی کسی چیز کی طرف اضافت کی جاتی ہے جیسے رب الدار۔ (تبیان القران ج ا ص ۱۶۹)

مولوی ڈاکٹر پروفیسر مسعود صاحب اپنے جداعلیٰ مولانا مسعود صاحب کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ در بارہ رب یہ ہے کہ جو اسمائے صفات بعض ایسے ہیں کہ ان کا مفہوم عام مخلوق میں خاص خدا ہے اور موضوع بھی اس اسم کا خاص خدا ہے تو ایسے غیر اللہ کو نہیں بولنا چاہئے کیونکہ وہ اسم جب غیر اللہ کو بولا جائے گا تو مفہوماً وہ خدا مفہوم ہوگا اور یہ کفر ہے اور جہاں کفر عائد ہوتا ہے وہاں مجاز کو بھی دخل نہیں ہوتا۔ جیسے اسم رب کہ اس کا موضوع خاص خدا ہی مفہوم ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے کہ کثرت سے جو معنی جس اسم وفعل کے ذہن میں ہوتے ہیں وہی معنی اس اسم وفعل کے بولنے سے مفہوم ہوتے ہیں۔ پس جب یہ ہے تو وہ اسم ''رب'' اس کے مسمی کو بولنا چاہئے نہ غیر کو غیر کو بولنے میں کفر کا احتمال ہوتا ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ جہاں کفر کا احتمال ہو وہ متروک ومقطوع سمجھ جائے۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔

اسم رب بہ سکون باغیر کو ناجائز ہے اگر کوئی اپنے آپ کو رب کہلائے اور ساتھ ہی اس کے یہ تعلیم کرے کہ مجھ کو پوجو اور میری بھی تعظیم ظاہراً باطناً کرو یہ حرام ہے اور کفر ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

یہاں رد ہوتا ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ پیر کو رب مجازی کہنا جائز ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

اگرکسی کورب کہیں گے تو خدامفہوم ہوگااس لئے کہ عام خلق کے ذہن میں جو اس کے معنی لغوی تربیت اوراصلاح کے ہیں مفہوم نہ ہوں گے بلکہ خدامفہوم ہوگا۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص۸۶،۸۷،۸۸)

ہاں جی ذریت مفتی صاحب تو کیا تم اپنے پیر کو خدا منوانا چاہتے ہو سیدھے سادھے لوگوں سے؟ اوراتنی بات تو آپ کے گھر سے ثابت ہوگئی کہ کفر کا احتمال ہے تو آپ کیوں غریب لوگوں کی زندگی خراب کرنے پہ لگے ہوئے ہو؟

کچھ خدا کا خوف کیجئے اوراپنی آخرت کے بگڑنے سے ڈریئے اوراحکم الحاکمین کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کر کے سوچئے کہ آپ لوگوں کا اگر اسی طرح معاملہ رہا تو کیا بنے گا؟

فسوف ترى اذا انكشف الغبار

افرس تحت رجلك ام حمار۔

# انبیاء علیہم السلام اور خطاء

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء سے خطا ہو سکتی ہے۔ (ضمیمہ جاء الحق ص ۴۴۰ عصمت انبیاء)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ذنب سے نبوت سے پہلے کی خطائیں مراد ہیں۔ (ایضاً ص ۴۴۱)

اس پہ دو طرح سے کلام ہو سکتا ہے۔

۱۔ یہ کہ مفتی صاحب انبیاء کرام علیہم السلام کو خطا کار کہہ رہے ہیں مگر شومئی قسمت بریلویت کہ جب فاضل بریلوی کی عزت وعظمت و ناموس کے گن گاتے ہیں تو پھر اس سے انبیاء علیہم السلام کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ کئی بریلوی ملاؤں نے یہ لکھا ہے کہ فاضل بریلوی کی زبان قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ زبان وقلم نقطہ برابر خطاء کرے اس کو ناممکن فرما دیا۔ (احکام شریعت ص ۳۰ ضیاء القرآن)

مگر مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب خود ہی اس قصے میں آگے بڑھے اور فرمانے لگے کہ غیر فصیح اور غلط لفظ بچپن میں بھی زبان مبارک پر نہ آیا جسم و جان قلب و زبان کے مالک رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ہر لغزش سے محفوظ رکھا۔

(سیرت اعلیٰ حضرت وکرامات ص ۱۲۶)

اب مفتی صاحب سے کوئی پوچھتا کہ حضرت جی فاضل صاحب کے غلط لفظ بچپن ہی سے نزدیک نہ آیا اور لغزش سے بھی محفوظ مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم

السلام سے خطا ہوسکتی ہے کیا محبت وعقیدت ہے کیا پیار ہے کیا انبیاء کی عزت وعظمت کا پاس ہے ایسے عشق ومحبت سے خدا ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مفتی صاحب جو یہ لکھ رہے ہیں کہ ذنب سے نبوت سے پہلے کی خطائیں مراد ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت شروع ہی ملنا نہیں مانتے بلکہ مفتی صاحب کا یہ جواب پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۴۰ سال سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے۔مگر بریلوی پریشان نہ ہوں ہم اپنی طرف سے کوئی بات ہرگز نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم بریلوی اکابر سے ہی یہ قضیہ پوچھتے ہیں کہ جو اس نظریہ کا حامل ہو اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔

بریلوی ملت کے فخر بریلویوں کے استاد قاضی محمد عظیم صاحب نقشبندی لکھتے ہیں۔

چالیس سال سے قبل نبوت کا انکار راحاص کا انکار ہے۔(توضیحات ص ۲۹۴)

مفتی عبدالمجید خان سعیدی صاحب لکھتے ہیں اس قسم کا قول لکھنے والے کے متعلق کہ وہ جاہل نہیں ہے تو گمراہ ہے گمراہ نہیں ہے تو جاہل ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۱۳، ۱۴ طبع لاہور)

(مصلحانہ کاوش ص ۷۰)

عالم اجسام میں چالیس سال تک بالقوہ نبی (بمعنیٰ مصطلح) ہونے کا نظریہ اور عقیدہ اپنا لیا جو کہ منصب نبوت کے سلب وزوال کے اعتقاد کو مستلزم ہے کیونکہ چالیس سال تک بالقوہ نبی ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس عرصہ میں حقیقتاً منصب نبوت پر فائز تو نہیں تھے البتہ نبوت حاصل ہونے کا امکان تھا۔ (تصریحات بجواب تحقیقات ص ۸ ج ۱)

اب بتائیے کہ مفتی صاحب اکابر بریلویہ کے مطابق ۴۰ سال قبل نبی نہ ماننے کیوجہ جاہل وگمراہ،سلب نبوت کے قائل وغیرہا کئی اعزازات ملتے ہیں۔

تو یہ سب جاء الحق کی مہربانی ہے یا تو اس کتاب کو زمین میں دفن کیا جائے یا پھر اس قضیہ کو حل کیا جائے کہ مفتی صاحب اس نظریے کی بنیاد پر مسلمان رہے یا اسلام سے خارج تصور کئے جائیں۔

## کیا انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہے؟

ہم اس عنوان پر پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور آئندہ بھی بفضل اللہ لکھیں گے خدائے ذوالجلال نے اپنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے غیوب پر مطلع کیا مگر علم غیب نہیں کیونکہ علم غیب اس علم کو کہا جاتا ہے کہ جس کے بعد کائنات کی ہر شے ہر ہر ذرہ، ہر ہر بات ازل تا ابد، ہر وقت ہر شے کا علم تفصیلی غیر متناہی محیط ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مخلوق کی شان نہیں اس لئے علم غیب نہیں کہیں گے۔

مگر ہمیں تو یہاں یہ بتانا ہے کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب اپنے اقوام سے کیسے اپنے ماننے والوں کے ہاتھوں پھستے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(جاء الحق ص ۴۳ بحث مقدمہ علم غیب فصل نمبر ۲)

یعنی خدا نے بعض باتوں کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا۔

جبکہ ہندوستانی عالم مولوی ظہیر الدین قادری برکاتی لکھتے ہیں۔

اگر کسی بھی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرلیا جائے کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں تو ایسا فاسد و باطل عقیدہ اس امر کو مستلزم ہوگا کہ اس نبی کا عقیدہ توحید ناقص ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ کے متعلق یہ کفری عقیدہ ہو کر عالم ما کان وما یکون کو فلاں چیز کا علم نہیں۔ (تحفظ عقائد اہلسنت ص ۸۴۹، ۸۵۰)

تو بریلوی مسلک کے مطابق مفتی صاحب کا عقیدہ کفریہ ہے تو جاء الحق کفری عقیدے پر مشتمل ہے مولوی محمد عمر اچھری لکھتے ہیں۔

آپ کے علم غیب کلی کی صحیح حدیثیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے۔(مقیاس حنفیت ص ۳۷۹)

اب دیکھئے مفتی صاحب نے بعض علم غیب کا انکار کر دیا تو مفتی صاحب کو عمر اچھری صاحب نے کہا یہ ایمان سے خارج ہو گئے۔ ہم تو رضا خانی حضرات کو کب سے کہہ رہے ہیں کہ ''جاء الحق'' سے آدمی ایمان سے بھی خارج ہو جائے گا مگر وہ ماننے کیلئے تیار نہیں اصل وجہ یہ ہے کہ یہ جاء الحق نام نہاد ہے اصلی اور حقیقۃً نہیں ہے۔

## جاء الحق اور صرف درود شریف

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

**وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه و نور عرشه سیدنا مولانا محمد و آله و اصحابه اجمعین برحمته وهو ارحم الراحمین.** (جاء الحق ص ۴۶۷ ج ۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه الخ (جاء الحق ج ۲ ص ۲۷۸)

مفتی صاحب نے صرف درود لکھا ہے اور سلام کو ساتھ نہیں ملایا۔ تو یہ بات ان کے بیٹے کو پسند نہ آئی اور وہ کہنے لگے اور سلام کے بغیر درود شریف پڑھنا حکم قرآنی کے خلاف ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہے اور ہر مکروہ تحریمی گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

(تنقیدات علی مطبوعات ص ۲۱۰)

تو معلوم ہو گیا جس کو بریلوی حق و صداقت والی کتاب سمجھتے ہیں وہ کہیں تو کافر بنائے گی اور اگر کہیں کافر نہ بنائے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب تو ضرور ٹھہرائے گی اس لئے اس کو جلد از جلد دفن فرما دیں۔

# بحث البدعۃ

ہم جاء الحق میں کی گئی تعریف کی طرف بعد میں آتے ہیں پہلے تھوڑی سی تمہیدی گفتگو عرض خدمت ہے بدعت صرف نئے کام شروع کرنے ہی کو نہیں کہتے بلکہ عہد صحابہ کرام کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ کسی کام کی کیفیت بدل دینا بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔

ہماری اس دلیل پر بشرط فہم غور وفکر کریں۔

چاشت کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کئی صحابہ کرام سے پڑھنا منقول ہے مگر اس کی اجتماعی حیثیت اس وقت نہ تھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں میں مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ بدعت ہے جیسا کہ صحیح مسلم شریف ج ا ص ۴۰۹ پر روایت موجود ہے۔

اب یہی نماز خود آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت اور صحابہ کرام سے بھی مگر لوگ اجتماعی صورت اختیار کر گئے تو صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسے بدعت مذمومہ قرار دیا۔

معلوم یہ ہوا کہ دین کی جن کو سمجھ تھی ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ بدعت ہے یعنی کسی بھی شرعی کام کو جو انفرادی حیثیت کا تھا اسے اجتماعی شکل دے دینا بھی بدعت کہلائے گا چاہے وہ کام اصل کے اعتبار سے شرعاً ثابت ہی کیوں نہ ہو۔

میں اس پر ایک مثال عرض کروں ایک آدمی اگر ظہر سے پہلے چار رکعات کو پڑھتا ہے مگر ایک ان وہ مولوی صاحب سے کہنے لگا کہ آپ مجھے یہ چار سنت جماعت سے پڑھنے دیں مگر مولوی صاحب نہ مانیں گے اور یہی کہیں گے یہ بدعت ہے ناجائز ہے۔

سنت تو چار ہی رہیں گی، ہو گیں بھی سنت، پڑھی بھی پہلے جائیں گی۔قرأت بھی سب میں ہوگی مگر اجازت آپ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ خاص کیفیت شرعی نہیں بلکہ بدعت ہے اور ناجائز ہے۔اسی طرح نسائی شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابومالک اشجعی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے بھی قنوت نہیں پڑھی۔ابوبکرؓ کے پیچھے بھی پڑھی انہوں نے بھی نہیں پڑھی۔عمرؓ کے پیچھے بھی پڑھی انہوں نے بھی قنوت نہیں پڑھی اسی طرح عثمان وعلیؓ کے متعلق فرمانے کے بعد فرمایا بیٹا یہ بدعت ہے۔

(نسائی ج ۱ ص ۱۶۴)

اس کا حاشیہ وحی احمد محدث سورتی صاحب کا ہے تو بین السطور میں لکھا ہے المواظبة علیھا۔کہ اس قنوت کو ہمیشہ ہی فجر کی نماز میں پڑھتے رہنا بدعت ہے۔

تو دیکھئے یہ قنوت نبی پاک علیہ السلام سے ثابت بھی ہے مگر کسی نے اس پر مواظبت اختیار کر لی تو یہ بدعت بن گیا۔

ان باتوں سے آدمی کو سنت کی اہمیت اور بدعت کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بدعت سے کتنی نفرت فرماتے تھے اور سنت سے کتنا پیار کرتے تھے۔

ایک اور روایت دیکھیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو جو مسجد میں بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور درود شریف پڑھ رہے تھے اور ان سے فرمایا میں تمہیں بدعتی سمجھتا ہوں۔

(شامی ج ۲ ص ۳۵۰)

حالانکہ ذکر کے فضائل بھی موجود ہیں اور درود شریف پڑھنے کے فضائل ومناقب بھی مشہور ومعروف ہیں مگر سنت کے محافظ اور شریعت کے چوکیدار حضرات نے اس خاص کیفیت کو اور ہیت اجتماعیہ کو نہ صرف بدعت سمجھا بلکہ ڈانٹا بھی اور مسجد سے بھی ان کو نکال دیا۔

ان روایات سے معلوم ہوگیا کہ بدعت صرف نئے کام کو ہی نہیں کہتے بلکہ اگر کسی دینی کام کی ہیت وکیفیت میں تبدیلی کر دی جائے تو شریعت اس کو بھی مذموم سمجھتی ہے اور اس کو بھی مذموم سمجھنا چاہئے۔

مگر ہوا یہ کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے اختلاط سے مسلمان جہلا بھی رسوم ورواج پر جری ہوگئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ممالک عربیہ میں حرمین اور غیر عربی ممالک کے کسی دوسرے شہر میں (ہندوستان کے سواء) ان امور (بدعات) کا کوئی رواج نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے عین ممکن یہ ہے بلکہ یقین واثق ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں کے دیگر رسوم انجام دینی کی طرح ہندی مسلمانوں نے اس رسم کی بھی پیروی کی۔ جیسے ہندو دیوالی کے تہوار پر اپنے گھروں کی دیواروں اور طاقوں میں دیئے جلاتے ہیں اور ہندوستان کے ہندوؤں میں کفر کی وجہ سے بدعتی امور بکثرت رائج ہیں چونکہ مسلمانوں کے ہندوؤں سے بڑے اختلاط رہے۔ ہندوؤں نے اپنی عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کی شادیاں کیں اسی اختلاط عام اور رہن سہن کے طریقہ اختیار کرنے کے سبب مسلمانوں نے بھی روشنی کرنے کی رسم ڈال لی ہے۔

(مومن کے ماہ وسال ص ۱۹۷، ۱۹۸ ادارالاشاعت کراچی)

جاہل مسلمانوں میں رسم ورواج عام تھے فاضل بریلوی بہت بڑے چالاک اور مکار تھے انہوں نے اس بات کو بھانپ کر اپنے مسلک کی بنیاد ہی مختلف عقائد اور ان رسوم ورواج پر ڈالی جو عوام میں رائج تھے وہی جہلا ان میں آگئے تو یہ بغلیں بھی بجانے لگے مگر تھے سب بھولی بھیڑیں نہایت ہی بے وقوف۔ یونہی بریلویت کی گاڑی چلنے لگی اور پھر ان رسوم و رواج اور بدعات کو دلائل بدعت کی فیکٹری، منظر الاسلام سے مہیا ہونے لگے۔ اب ان

بدعات ورسومات کے ہندوستان میں پھیلنے کیوجہ جو ہے وہ ہم نے عرض کر دی ہے۔ اب ہم چند باتیں بدعات پر اور عرض کرتے ہیں۔

ا۔ بدعت کا تعلق دین سے ہے دنیاوی مسائل سے نہیں ہے۔ اگر دنیاوی کاموں میں کوئی نیا کام ہو جائے تو اسے بدعت وممنوع نہیں کیا جائے گا۔

کیونکہ ممنوعات و بدعات دین میں ہوتی ہیں مثلاً اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا جو ہمارے دین میں چیز پیدا کرے جو اس میں نہ ہو وہ مردود ہے تو بات دین کی فرمائی ہے دنیاوی چیزوں اور کاموں کے متعلق ارشاد نہیں فرمایا۔

اگر کوئی ۱۴ اگست وغیرہ کرتا ہے تو یہ بدعت نہ ہوگا اگر کوئی ۶ ستمبر کا جشن مناتا ہے تو نہ یہ دینی ہے اس کو کوئی بھی شرعی نہیں سمجھتا۔ ہاں اسراف وفضول خرچی ممنوع ہے۔

اور فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں۔

رہا اس کا (حقہ) بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین ویاور ملتا نظر نہیں آتا۔

(احکام شریعت ص ۲۶۵ حصہ سوم مسئلہ نمبر ۳۷)

معلوم ہوا کہ بدعت وممنوع کا فتویٰ دینی کام سمجھ کر جو کیا جا رہا ہے اس پر لگے گا۔

باقی مفتی صاحب کا اس حدیث کے جواب میں یہ کہنا کہ ”دینی کام کی قید لگانا محض اپنی طرف سے ہے احادیث صحیحہ اور اقوال علماء اور محدثین کے خلاف ہے۔

(جاءالحق مسئلہ بدعت باب نمبر دوم ص ۲۲۳ جواب اعتراف نمبر ا)

**من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو ردّ۔**

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جو کہ دین سے نہیں ہے تو رہ مردود ہے۔ (جاءالحق ص ۲۱۷ بدعت کا معنی واقسام باب اول)

تو ذریت مفتی صاحب بتائے اگر دین کی قید اپنی طرف سے ہم نے لگائی ہے تو پھر یہ ترجمہ مفتی صاحب نے کیوں کیا؟

دوسری بات یہ بھی یاد رکھنی ہے کہ بدعت مسائل تک رہے گی وسائل میں نہیں ہوگی۔ مثلاً علم تک پہنچنے کا وسیلہ مدرسہ ہے، کمرہ ہے تو یہ بدعت نہ کہلائے گا۔ قرآن پڑھنے تک پہنچنے کا وسیلہ نورانی قاعدہ ہے اس لئے اس کو بدعت نہ کہا جائے گا۔ دیگر علوم فلسفہ و منطق وغیرہ وسائل بھی بدعات کے زمرے میں نہیں آئیں گے بلکہ مسائل بدعات کے زمرے میں آئیں گے۔

اور تیسری بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمیشہ یہ حکم بدعت کا ان مسائل میں لاگو کیا جائے گا جن کو ثواب سمجھ کر شروع کیا گیا۔ ورنہ جو چیز بطور علاج ہو اس کو بدعت کے زمرے میں نہ لایا جائے گا مثلاً ایک جلوس میلاد شریف کا بریلوی نکالتے ہیں وہ ثواب سمجھتے ہیں تو یہ دین میں اضافہ بطور ثواب ہے لہٰذا بدعت ہے۔

مگر جلوس احرار اسلام والے چناب نگر میں نکالتے ہیں وہ بدعت نہیں، کیونکہ یہ ثواب نہیں ہے بلکہ علاج ہے کیونکہ سارے سال میں مرزائیت کی طرف سے سختی کی وجہ سے جلوس وغیرہ کام نہیں کئے جا سکتے اس ۱۲ ربیع الاول کو عمومی چھٹی کی وجہ سے ہمارے اکابر کو موقع مل گیا کہ وہ جا کر قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں آئیں اور وہ جاتے بھی دعوت کی خاطر ہیں۔ یا ایک جلوس میلاد ہے اور ایک طرف ۲۲ جمادی الثانی کو یوم صدیق اکبر رضی اللہ کے موقع پر احتجاجی جلوس ہے وہ بدعت ہے اور یہ نہیں کیونکہ وہ بطور ثواب ہے اور یہ شیعت کا زور توڑنے کے لئے ہے اور شیعت کا اثر ورسوخ کتنا ہے اس سے ہر شخص باخبر ہے۔

اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں نئے کام کو شروع فرمانے کو بدعت فرمایا ہے۔ دین میں کوئی کام نیا نکالنا تو بدعت ہوگا مگر دین کی حفاظت کی

خاطر کوئی کام کیا جائے تو وہ بدعت کے زمرہ میں نہ ہوگا۔ جیسے ایک حکیم نے مریض کو بتایا کہ ہرڑ، آملہ، اور بہیڑہ جس کو ترپھلہ کہتے ہیں ہاون دستے میں کوٹ لو صاف کر کے روزانہ ایک چمچ نہار منہ استعمال کرو۔ اس نے تینوں دوائیں لے کر صاف کر کے گرینڈر سے پیس لیں اور ایک چمچ کے کیپسول بھر کے دیکھے وہ چار یا پانچ بنے اس نے کیپسول کھانے شروع کر دیئے تو یہ احداث فی النسخہ نہیں بلکہ احداث للنسخہ ہے اسی طرح ہمارے نئے کام دین کی حفاظت کے لئے ہیں اور بریلویوں رضا خانیوں کا دین میں ثواب کی خاطر اضافہ ہے۔

جیسے جہاد کے لئے توپ اور ٹینک کو استعمال کرنا اگرچہ یہ چیزیں حفاظت دین کے لئے ہیں پہلے دور میں استعمال نہ ہوتی تھیں مگر آج حفاظت کے لئے یہ چیزیں استعمال کرنا درست ہیں۔ تو یہ چند باتیں مفید رہیں گی اس لئے میں نے عرض کر دی ہے۔

اب آیئے جاء الحق کی طرف۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بدعت سیئہ وہ ہے جو کہ کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔

آگے لکھتے ہیں بری بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو۔

آگے لکھتے ہیں۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ یعنی بری بدعت وہ ہے کہ جس سے سنت مٹ جاوے۔

آگے لکھتے ہیں جو بدعت اسلام کے خلاف یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو وہ سیئہ۔

(جاء الحق بدعت کے معنی و اقسام ص ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸ باب اوّل)

یعنی بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کو مٹانے والی ہو یا سنت کے خلاف ہو۔

ہم اس پر تبصرہ بجائے خود کرنے کے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے پیش کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں۔

باید دانست کہ بعضے از بدعتہا کہ علماء مشائخ آنرا دانستہ اند چوں نیک ملاحظہ نمودہ می آید معلوم می شود کہ رافع سنت اند مثلاً در تکفین میت عمامہ را بدعت حسنہ گفتہ اند با نکہ ہمیں بدعت رافع سنک چہ زیادتی بر عدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است ونسخ عین رفع۔

(منتخبات از مکتوبات امام ربانی ص ۱۰۱ مکتوب نمبر ۱۸۶)

جاننا چاہئے کہ بعض بدعتوں کو علماء و مشائخ حسنہ کہتے ہیں اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ رافع سنت (سنت کو مٹانے والی) ہے مثلاً کفن دینے میں عماہ کا اضافہ کرنا بدعت حسنہ کہا جاتا ہے تو یہ بھی سنت کفن کو مٹانے والی ہے کیونکہ سنت کفن میں یہ ہے کہ تین کپڑے ہوں اور یہ منسوخ کرنے والی بدعت ہے۔ منسوخ اور رفع کرنا ایک ہی بات ہے۔

اس طرح دیکھئے۔

جنازہ کے بعد وہیں اجتماعی دعا کرنا، اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنا، نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا، وغیرہا من البدعات بھی ایسی ہی ہیں جب ان اصل اعمال پر یہ زیادتی کر دی گئی تو عمل مسنون، تو ختم ہو گیا کیونکہ عمل مسنون تو صرف جنازہ تھا، اذان تھی وغیرہا تو جب ان پر اضافہ ہو گیا تو سنت کے خلاف ہو گیا اور سنت اس موقع کی اٹھالی گئی یا یوں سمجھئے کہ نبی پاک علیہ السلام کے طریقہ مبارکہ میں اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام نہ تھا آپ کے طریقہ مبارکہ میں جنازہ کے بعد مروجہ دعا نہ تھی دیکھئے تفصیل کے لئے روضۃ القیومیہ ج ا ص ۴۴۹

تو اب ان جگہوں پر یہ کام شروع کر کے آپ کی سنت کو بدلا گیا اصل میں یہ کام نہ کرنا سنت تھا اب کیا جا رہا ہے ان کاموں نے سنت بدل دی گئی۔ تو یہ بدعت سیہ ہی ہوئے

## مفتی صاحب کے چند دلائل کا جائزہ

۱. من سن فی الاسلام سنة حسنة الخ . (مشکوہ شریف باب العلم)

جوکوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ الخ (جاءالحق بدعت کے معنی واقسام ص ۱۲۷ باب اول)

الجواب

پہلی بات تو یہ کہ اس پوری روایت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوم آئی تھی جو نہایت غریب تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ تعاون کی ترغیب دی اور اس ترغیب میں آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ترغیب یہ تھی کہ جو پہلی دے گا اسے اس کار خیر کے شروع کرنے کی وجہ سے اپنا اور بعد میں دینے والوں کا بھی اجر ملے گا۔

اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو عام یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو اچھا کام شروع کرنا چاہیں کر لیں تو پھر میرا سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان جنازے کے بعد صفوں میں یا کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو اچھا سمجھ لیں تو آپ نے کیوں اسے منع قرار دیا کہ کھڑے ہو کر تو ہم بھی منع کرتے ہیں؟

اگر کوئی طبقہ اذان کے درمیان میں صلوۃ وسلام کو پسند کرے تو کیا یہ جائز ہو جائے گا؟

کیا کوئی طبقہ اذان کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ختم کرے تو کیا یہ جائز ہو جائے گا؟

کیا کوئی طبقہ ظہر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر النوم کا اضافہ کرے کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں تو کیا یہ جائز ہے؟

دعوت اسلامی نے ٹی وی چینل چلایا اور وہ اسے کار خیر کہتے ہیں تو بریلوی حضرات نے مخالفت کیوں کی؟

انہوں نے سبز پگڑی کو سنت وشعار بنایا اور اسے کار خیر بتایا تو بریلویوں نے مخالفت کیوں کی۔ انہوں نے اپنے الیاس عطاری کو امیر اہلسنت کہنے کا رواج دیا اور اپنے زعم میں

اسے کارِ خیر سمجھا تو ابوداؤد صادق نے کیوں مکتوب بنام ابوالبلال میں اس پر رد کیا۔

ہم اس طرح کی کئی بدعات ورسومات پر نقد وتبصرہ عرض کرسکتے ہیں۔

آپ بھی ان کاموں پر حرف طعن بولیں گے مگر یہ خیال رکھیں کہ کہیں حدیث کی مخالفت تو نہیں ہورہی؟ پس جو جواب تمہارا وہی ہمارا تصور فرمالیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

روی عن ابن مسعود ماراہ المومسنون حسنافھو عنداللہ حسن۔(جاءالحق ص ۲۱۹)

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

**الجواب**

مفتی صاحب اگر پوری روایت لکھ دیتے جو اس ٹکڑے کے بعد بھی ہے کہ فماراہ المومنون قبیحا فھو عنداللہ قبیح۔جس کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔تو لوگ سمجھ لیتے کہ اگر یہ چند لوگ اچھا سمجھتے ہیں تو یہ مسلمان اہل السنۃ دیوبندان بدعات کو برا سمجھتے ہیں تو پھر یہ حدیث آدھی ہمارے بھی موافق ہوئی تو پھر آپ کو اس کے صحیح معنی کی طرف آنا پڑتا

تو علامہ ابراہیم بن محمد حلبی صاحب ملتقی الابحر لکھتے ہیں۔

فیکون المرادالصحابۃ فقط (الرھص والوقص لمستحل الرقص ص ۶۳)

کہ مسلمان کے لفظ سے مراد صحابہ کرام ہیں۔

آگے لکھتے ہیں۔

**فیروااداھل الاجتھاد والعلماء العالمون فی کل زمان فھم الکاملون فی صفۃ الاسلام۔** (ایضاً ۶۴)

یا مراد اس سے مجتہدین ہیں اور ہر زمانہ باعمل علماء یہی لوگ صفت اسلام میں کامل ہیں۔تو یہ لوگ سنتوں کی پابندی کریں والے ہی ہوسکتے ہیں نہ کہ اہل بدعت ہم حیران ہیں

کہ اہل بدعت کو کیا ہو گیا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ تو بدعات کو رواج دینے والے ہیں نہ کہ اسلام کو پھیلانے والے ہیں۔

ادھر مفتی صاحب حدیث کا معنی ایسے کر دیا کہ ہر جاہل مسلمان کو سند دے دی کہ جس کو تم اچھا سمجھ گئے وہ ٹھیک ہے اور دوسری طرف جب ان کے عقائد و نظریات اور مسائل پر گفتگو ہوتی ہے اور ہم گرفت کرتے ہیں تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے جہلاء ہیں ان کی بات حجت نہیں آخر یہ تضاد کیوں ہے؟

باقی مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی بھی بدعات کو سہارا دینے میں مفید نہیں کیونکہ اہل علماء حضرات نے اس کا معنی و مطلب یہ لکھا ہے۔

**فان المرادبه اهل الاجماع، علی ان هذا یصح ان یراد به جمیع الامة۔**

(الرهص والوقص لمستحل الرقص ص ۶۴)

کہ اس سے مراد اہل اجماع ہیں (نہ کہ رضا خانی للّو پنجو)

اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ اس سے مراد ساری اُمت ہو۔

یعنی ساری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔ تو کل امت یہ رضا خانی بھڑیں تو نہیں ہیں، بلکہ یہ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ ہم یہاں کیفیت نہیں بلکہ کمیت بتا رہے ہیں مفتی صاحب کی بدعت پرستی کی انتہا دیکھئے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدعت بنا دیا لکھتے ہیں۔ روزہ افطار کے وقت زبان سے دعا کرنا اللھم لک صمت الخ اور سحری کے وقت دعا مانگنا کہ اللھم بالصوم لک عداً نویت بدعت۔

(جاء الحق ص ۲۲۱ بحث البدعہ باب الاوّل)

حالانکہ امام ابو داؤد رحمتہ اللہ علیہ نے باب باندھا باب القول عند الافطار۔ کہ افطار کے وقت یہ دعا کہنے کے متعلق باب ہے اور آگے روایت لائے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت۔

(ابوداوَد ج ا ص ۳۲۱، ۳۲۲)

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب روزافطار کرتے تو یہ کہتے اللھم لک صمت الخ تو آپ علیہ السلام نے زبان سے پڑھی تھی تو صحابہ نے سن کر یاد فرمائی اور امت کو بتائی مگر مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے اس کو بھی بدعت قرار دے رہے ہیں اور سحری کے وقت کی جو دعا آپ کے مفتی صاحب نے لکھی ہے وہ بحمد اللہ کوئی بھی نہیں پڑھتا۔

لگے ہاتھوں مفتی صاحب کی فقہ واصول فقہ سے جہالت بھی عرض کرتے جائیں قرآن وسنت سے ان کا جاہل ہونا تو پیچھے مبرھن ہو چکا ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

المثبت اولی من النافی نورالانوار بحث تعارض میں ہے۔

(جاء الحق ۶۵ مسئلہ علم غیب باب اول فصل اول)

حالانکہ نورالانوار میں اس عنوان کی تشریح وتفصیل میں ہے۔

**لما وقع الاختلاف بین الکرخی وابن ابان ووقع الاختلاف فی عمل اصحابنا ایضاً ففی بعض المواضع یعملون بالمثبت وفی بعضھا بالنافی.**

(نورالانوار ص ۱۹۸ مبحث التعارض)

جب کرخی اور ابن ابان میں اختلاف واقع ہوا اور ہمارے اصحاب حنفیہ میں بھی اختلاف ہوا تو پھر ہمارے احناف بعض جگہوں میں المثبت اولی من النافی پر عمل کرتے ہیں اور بعض جگہوں میں النافی اولی من المثبت پر عمل کرتے ہیں۔

حسامی میں ہے۔

**اختلف عمل اصحابنا المتقدمین فی ذلک.**

اس کی شرح نامی میں ہے۔

**اختلف عمل اصحابنا المتقدمين كالائمة الثلاثه فى ذلك حيث اخذوا بالمثبت فى بعض المواضع و فى بعضها بالنافى.** (حسامی مع شرحہ النامی ص ۱۶۱،۱۶۲)

ہمارے متقدمین احناف جیسے ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم، امام ابوسف، امام محمد رحمھم اللہ کا عمل مختلف رہا ہے کبھی وہ اس اصول پر عمل کرتے تھے کہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے اور کبھی وہ اس اصول پر عمل کرتے تھے نافی مثبت سے اولیٰ ہے۔

مگر مفتی صاحب از مفت کا تفقہ بھی دیکھ لیجئے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کیا تاثر دے رہے ہیں کہ ہمارے احناف کا صرف یہ نظریہ ہے حالانکہ بات اس سے مختلف ہے۔جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں۔

## مفتی صاحب کا چیلنج اوراس کا جواب

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

اب بھی اپنے رب کے بھروسے پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیوبندی، کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک و بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں (بدعت، شرک، دین، عبادت) کی تعریف ایسی نہیں کرسکتا جس سے اس کا مذہب بچ جاوے۔

(جاءالحق ص ۲۳۴ باب دوم بدعت کی تعریف پر اعتراض)

لو جی ذریت مفتی صاحب میں تعریف کرنے لگا ہوں جو میرے بزرگوں نے مختلف جگہ اپنی کتب میں لکھی ہے اگر کسی رضا خانی حتیٰ النطف التی لم تخلق کو بھی (اعلان عام ہے) کو جرأت ہو تو ہماری تعریف سے ہمارے مسلک کا رد کریں۔اور ایک اعلان عام ہمارا بھی ہے رضا خانی بدعت کی تعریف کریں میں اللہ کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ اس سے ان کا مسلک نہیں بچ سکتا۔

ایک تعریف میں نے پہلے نقل کر کے اس کا رد پیش کر دیا اور ایک تعریف آگے بھی نقل کر کے رد عرض کر دوں گا۔

اب آیئے تعریف بدعت کی طرف ہمارے ہاں بدعت اصطلاح شرح میں ہر اس نئے کام کو کہا جاتا ہے جس کو دین سمجھ کر کیا جائے اور باوجود تقاضے کے قرون ثلاثہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں نہ پایا گیا ہو۔

شاید تقاضے کے لفظ پر کسی کو سمجھنے میں تکلیف ہو تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ آج کل ثواب کمانے کا جو پروگرام بنا کر تمام بدعات کو جنم دیا جاتا ہے حالانکہ یہ اجر و ثواب کا تقاضا اور داعیہ اس وقت بھی تھا کہ ثواب کمایا جائے مگر ان بہترین افراد امت نے یہ کام نہ کئے تو آج یہ سب کچھ رسم و رواج جو دین کے نام پر کیا جانے لگا وہ سب بدعت کے زمرے میں آ گیا۔

اس پر مزید گفتگو دیکھنے کا شوق دامن گیر ہو تو پھر آپ ہماری تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی تبلیغی افکار یا سپاہ صحابہ کے طرز عمل، یا صوفیاء کی ادائیں انکو بدعت نہ سمجھا جائے گا کیونکہ تبلیغی جماعت زمانہ حال کے بے اعمال، و بد اعمال، اور بے دینی کا علاج ہے تو اس قسم کے جرائم پہلے نہ تھے اس لئے علاج بھی اب کا ہونا تھا۔

جیسے آج کل کی جسمانی بیماریاں پہلے نہ تھیں تو پھر ڈسپرین، یا انجکشن وغیرہ بھی نہ تھے اسی طرح امراض روحانی بھی نئے تو طریقہ علاج بھی نیا۔

ایسے ہی صوفیا کرام اور اسی طرح سپاہ صحابہ کو سمجھئے کہ شیعت کا اثر و رسوخ و فتنہ نے جو گل بدبودار کھلائے ہوئے ہے تو سپاہ صحابہ کا طرز عمل ان کا علاج ہے اور امت کو ان کی بداعمالی و عقائد باطلہ سے بچانے کی مختلف تدابیر ہیں اور بس۔

شاید کسی بیمار الامت کو یہ خیال ذہن میں گزرے کہ تین طبقوں کی قید کدھر سے آئی کہ صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین کے زمانہ خیر میں نہ ہو۔

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ تفصیل سے اس پر کلام تو امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ نے کر دیا ہے وہیں دیکھ لیا جائے چند باتیں میں امت کے ذی قدر حضرات سے بھی یہ بات پیش کر دیتا ہوں۔

ا۔ علامہ حلبی رحمہ اللہ نے صلوہ رغائب کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے۔

ان الصحابہ والتابعین ومن بعدہم من الائمۃ المجتہدین لم ینقل عنہم۔

(کبیری ص ۴۳۳)

یعنی صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین سے یہ ثابت نہیں ہے۔

۲۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

قراۃ الکافرون الی الآخر مع الجمع مکروھۃ لانھا بدعۃ لم ینقل ذلک عن الصحابہ و التابعین۔ (باب الکراہتہ ج ۴ ص ۲۶۴)

سورۃ کافرون کو آخر تک بالجمع پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور تابعین سے منقول نہیں۔

۳۔ امام شاطبی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فذالک ابتداع والدلیل علیہ انہ لم یات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن اصحابہ و لا عن التابعین۔ (اعتصام باب نمبر ۵ ص ۲۱۳ حقانیہ پشاور)

کسی مسئلہ کے بدعت ہونے پر دلیل میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ یہ بات نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی آپ کے اصحاب سے اور نہ ہی تابعین سے۔

۴۔ علامہ حلبیؒ صاحب ملتقی الابحر لکھتے ہیں۔

فعلم ان کل بدعۃ فی العبادات الخالصہ فھی مکروھۃ والا لما فاتت اہل اصدر الاول والقرون التی شھد الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم بخیریتھا ولانھا لابدان تدافع سنۃ وکل

بدعۃ دافعت سنۃ فھی سیئۃ۔ (الرھص والوقص لمستحل الرقص ص ۶۹)

پس معلوم ہو گیا کہ ہر وہ بدعت جو خالص عبادات میں جاری کی گئی ہیں وہ مکروہ ہیں ورنہ پہلے زمانے اور وہ زمانے جن کے خیر ہونے کی گواہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صادق ومصدوق نے دی ہے وہ اس سے خالی نہ ہوتے اور یہ بھی مکروہ ہونے کی دلیل ہے کہ ضرور یہ سنت کو دور کرنے والی ہیں اور ہر وہ بدعت جو سنت کو مٹائے وہ سیئہ ہوتی ہے۔

۵۔ مشہور محدث ابوشامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وھو ما کان علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ثم السلف الصالح۔

(کتاب الباعث ص ۲۴۵ فصل بدعت التماوت فی الکلام والمشی)

دین وہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور سلف صالح ہوں۔

۶۔ مجالس الابرار جو مصدقہ ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اس میں لکھا ہے۔

قبروں پر نماز کے لئے جانا اور ان کا طواف کرنا اور بوسہ دینا اور چومنا اور رخساروں کا لگانا اور قبروں کی خاک لینا اور صاحب مزار کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا اور ان سے مدد اور روزی اور تندرستی اور اولاد اور ادائے قرض اور مصیبتوں سے نجات کی دعا کرنا ان کے سوا اور اسی قسم کی حاجتیں مانگنا جیسے کہ بت پرست اپنے بتوں سے مانگتے ہیں اور تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی بات جائز نہیں کیونکہ ان میں سے کوئی کام نہ پروردگار عالم کے رسول نے کیا نہ کسی صحابی اور تابعی نے کیا اور نہ اور ائمہ دین نے کیا اور یہ محال ہے کہ ان میں سے کوئی چیز مشروع یا عمل نیک ہو اور قرون ثلاثہ اس سے خالی گزر جائیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدق اور عدل کی شہادت دی ہے۔

(مجالس الابرار مجلس نمبر ۱۷ ص ۱۱۹، ۱۲۰)

۷۔ مخالفین کی صفوں میں جن کو معتمد علیہ مانا جاتا ہے وہ حضرت مولانا کرم الدین

دبیر رحمہ اللہ ہیں وہ لکھتے ہیں۔

ہم شیعہ بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ تعزیہ، مرثیہ خوانی کا شروع کس پیغمبرؑ یا امامؑ سے ہوا۔ اگر کسی نبیؑ یا امامؑ یا اصحابی سے اس کی ابتداء ثابت نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ بدعات محرمہ سے ہے اور بس۔ (آفتاب ہدایت ص ۳۰۹، ۳۱۰)

۸۔ بریلویوں کا بانی مبانی لکھتا ہے۔

**فی البنیایہ شرح الھدایہ للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقة التی یمسح بھاالوضو بدعة محدثه یجب ان تکرہ لانھا لم تکن فی عھد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا احد من الصحابه والتابعین قبل ذلک وانما یتمسحو باطراف اردیتھم اہ فھذا نص فی المقصود ثم ماذکر قدس سرہ من الکراھة محمله اذاکان بثیاب فاخرة کماتعودہ المتجبرون.**

(فتاویٰ رضویہ قدیم ج اص ۳۰ تنویر القندیل فی اوصاف المندیل)

امام عینی نے شرح ہدایہ میں فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کپڑا جس سے اعضاء وضو بعد وضو صاف کئے جاتے ہیں یہ بدعت محدثہ ہے اور واجب ہے کہ یہ مکروہ ہو کیونکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں بھی نہ تھا اور نہ ہی صحابہ و تابعین میں کسی سے نے اس کو قبول کیا ہے وہ لوگ تو اپنی چادوں کے اطراف سے منہ صاف کرلیا کرتے تھے (آگے فاضل بریلوی لکھتے ہیں) یہ بات ہمارے مقصد کے لئے نص ہے اور یہ جو مصنف نے مکروہ لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ لباس فاخرہ سے منہ صاف کرے جیسا کہ متکبرین کی عادت ہے۔

معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی بھی اسی قانون پر ہے ورنہ وہ اختلاف کرتا یہاں اس

قاعدہ کو ردنہ کرنا فاضل بریلویوں اوراس کے متبعین کے گلے پڑ گیا۔ میں بریلوی حضرات سے کہوں گا کہ فاضل بریلوی سے رائے کا اختلاف کرنا تمھیں کہیں کا فر نہ بنادے کیونکہ جو فاضل بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہوتو وہ تمہارے نزدیک کافر ہوتا ہے جیسا کہ انوارشریعت ج ا ص ۱۴۰ فتاویٰ صدرالافاضل ص ۱۱۳۴ الصوارم الھندیہ ص ۱۳۸ پر درج ہے۔شاید کوئی کہے یہ تو عقیدے کی بات ہےاورہم رائے سے اختلاف کرتے ہیں تو جواباً عرض یہ ہے کہ رائے کا معنی عقیدہ بھی ہوتا ہے دلیل اس پر یہ ہے کہ مفتی احمد یار نعیمی نے حدیث شریف **مـا احدث فی امر نا هذا مالیس منه فهو رد** کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جو کہ دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ (جاءالحق ص ۲۱۷ باب اول بدعت کے معنی واقسام)

اور دوسری جگہ یہ ترجمہ کرتے ہیں جو شخص ہمارے اس دین میں وہ عقیدے ایجاد کرے جو دین کے خلاف ہوں وہ مردود ہے۔ (جاءالحق ص ۲۱۵)

آگے مرقات کی عبارت نقل کی

**والمعی ان من احدث فی الاسلام رأیا فهو مردود۔**

معنی یہ ہیں کہ جو اسلام میں ایسا عقیدہ نکالے کہ دین سے نہیں وہ اس پر رد ہے۔

(جاءالحق ص ۲۱۵)

اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ بریلوی حضرات عقائد پر آراء یعنی عقیدے پر رائے کا لفظ بول جاتے ہیں عقیدہ اور رائے کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ان کے مذہب میں۔تو بریلوی حضرات سے التماس ہےاس سے رائے کا بھی اختلاف نہ کریں ورنہ کافر ہو جائیں گے یہی تمہاری شریعت رضاخانی کا فیصلہ ہے۔

## بدعت کی دوسری تعریف رضاخانی مذہب سے

رضا خانی مذہب میں معتبر اور مستند کتاب ''مصباح سنت'' میں ہے بدعت دراصل احکام شریعت میں تحریف کا نام ہے یعنی جو حکم شرعی کسی دنیوی یا دینی چیز کے بارے میں شریعت میں قرار دیا گیا اس کی بجائے اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا یا اس غلط حکم کو صحیح اعتقاد کرنا محدث ہے اور ہر محدث بدعت ہے۔ (مباح سنت ج ا ص ۱۲،۱۳)

آگے لکھا ہے۔

اگر کوئی فعل مباح ہے تو اس کا کرنے والا تو بدعتی نہیں ہوگا لیکن اسے فرض سمجھنے والا بدعتی ہوگا۔ (مصباح سنت ج ا ص ۱۴)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اہلسنت کے ہاں بدعت سیئہ کسی امر کی شرعی حیثیت کو بدل کر اسے شریعت سمجھنے کا نام ہے۔

(مصباح سنت ج ا ص ۵۸)

یہ تعریف بناسپتی سنی اور نام نہام سنی حضرات نے نئی لکھی ہے کہ کسی کام کی شرعی حیثیت کو بدل دینا بدعت ہے یعنی کام تو مباح تھا مگر اسے سنت، فرض، واجب وغیرہ سمجھ لیا گیا تو یہ سمجھنے والے لوگ بدعتی ہوں گے اور یہ کام بدعت ہو جائے گا۔

میں بریلوی حضرات پہلوں پچھلوں سب کو اعلان کرتا ہوں کہ تم اس تعریف کے مطابق اپنے کسی کام کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ چاہے مروجہ میلاد ہو یا دعا بعد نماز جنازہ مروجہ ہو یا قل خوانی ہو یا بعد دفن اذان ہو یا انگوٹھے چومنا ہو۔ کبھی یہ مباحات ہوتے ہیں پھر یہ فرض واجب کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اس پر تفصیلی کلام پھر کبھی سہی تفصیلی کلام اگر دیکھنا ہو تو متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مرشد ما کے توحید و سنت اسباق میں ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے جس سے ہم نے بھی استفادہ کیا ہے اور علمی و عوامی انداز سے بھر پور ہے۔

ہم اپنی بات کواسی پر ختم کرتے ہیں کہ رضا خانی حضرات اگر جاء الحق کو صحیح سمجھتے ہیں تو پھر ان سب فتوؤں کے لئے تیار ہو جائیں جو جاء الحق پر لگتے ہیں اور جو فتوے جاء الحق کی زبانی بریلویوں پر لگتے ہیں ان کے لئے بھی تیار رہیں اور مسلک بریلوی کا خاتمہ کرلیں ورنہ اس کتاب کو دریا برد یا کسی جگہ دفن کر دیں ویسے ایک بات بریلوی علماء نے لکھی ہے اور وہ علماء بریلوی حضرات کے مستند علماء میں سے ہیں وہ لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو جلا ڈالا تھا جن میں منسوخ شدہ آیات اور قراتیں درج تھیں اور ان کے اس عمل کو کسی نے ناپسندیدہ قرار نہیں دیا تھا اور ایک دوسرے عالم کا قول ہے کہ دھونے کی بہ نسبت جلا دینا بہتر ہے۔ (اصول ترجمہ وتفسیر القرآن ص۳۴۲ از محمد بن علوی مالکی، مترجم غلام نصیر الدین جامعہ نعیمیہ لاہور)

جب قرآن شریف بوسیدہ ہو جائے تو بریلوی مذہب یہ اجازت دیتا ہے تو پھر جاء الحق کو جلانے میں بریلوی مذہب امید ہے بطریق اولیٰ جواز کا فتویٰ دیں گے۔

آپ کا خیر اندیش

محمد ابوایوب قادری